موہوبہ محمد مرزا صاحب

رسالۂ علم میراث

جسمیں اہل سنت اور امامیہ۔ دونوں فرقوں کے مسائل میراث ہیں

مُسمّٰی بہ

تعلیم الفرائض ۱۳۲۵

مؤلفہ و مدونہ

عالیجناب مولوی سید محمد محی الدین خانصاحب جج ہائی کورٹ

سرکار نظام

سنہ ۱۳۲۵ ہجری میں

باہتمام شیخ عبد الحی و عبد السلام مالکان مطبع صدیقی

لاہور

مطبع صدیقی لاہور میں چھپا

صحاحِ ستّہ کامل معہ ترجمہ

اردو المسمے بہ

تلخیصُ الصِّحاح

صاحبان یہ امر سب پر روشن ہے کہ انسان کی شرافت وکمال کا مدار علم پر ہے اور علم بھی وہی جسکے جاننے اور عمل کرنے سے فلاح دارین حاصل ہو اور اس علم کی اصل تو قرآن کریم ہے اور اسکی شرح تفسیر وحدیث خیر الانام علیہ التحیۃ و السلام ہے ؎ محال است سعدی کہ راہِ صفا ؛ تواں رفت جز در پئے مصطفےٰ ؛ پس فلاح دارین حاصل کرنے کا ذریعہ سوائے حدیث خیر البریہ علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ کے اور کوئی نہیں اسلیئے ائمہ اسلام نے اس کام کا بڑا اہتمام کیا اور ہر زمانہ کے مطابق اور ہر وقت کی مناسب علماء کرام نے حدیث خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام کی حفاظت اور تبلیغ میں کمال کوشش وجانفشانی کی اور مصنفات ومعاجم ومسانید صحاح وسنن جوامع اسانید تالیف کیں اور طرح طرح کی استنباطات وفوائد ونکات سے اسکو مالا مال کرکے خلق اللہ کو فائدہ پہونچایا پھر رفتہ رفتہ انقلاب زمانہ سے ایسا وقت آگیا کہ علماء عالی ہمت بہت کم ہونے لگے اور اکثر لوگ بوجہ کم ہمتی کے ان دفاتر کبار سے مستفید نہ ہوسکے تو ہمدردان [illegible]

١

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

تیس سال کے قبل اردو میں کوئی ایسی کتاب علم فرائض میں نہ تھی جس میں اختصار کے ساتھ عام فہم عبارت میں ضروری مسائل ہوتے۔ لہذا بعض احباب نے مجھسے یہہ فرمایش کی کہ میں اردو میں نہایت اختصار کے ساتھ فرائض کے مسائل لکھدوں کہ عام فہم اور کارآمد ہوں لہذا مینے بہت اختصار کے ساتھ ضروری مسائل بھی لکھے اور دو نقشہ اس غرض سے مرتب کردیئے کہ ایک سے حصص ورثاء بسہولت معلوم ہوسکیں اور دوسری سے طریقہ تقسیم اور اوسکا نام (تعلیم الفرائض) رکھا۔ جو رسالہ حیدرآباد میں سنہ [illegible] ہجری میں طبع ہوا تھا اور اوسکے بعد کئی دفعہ طبع ہوا اور لوگوں نے اوسکی بہت قدر کی۔ حال میں پھر بعض احباب کا قصد اوس رسالہ کے طبع کرانیکا ہے اور اونکی یہہ فرمایش ہے کہ اوسمیں کسیقدر ضروری مسائل اور ایزاد کیے جائیں اور اوسکے مضامین جدا جدا کردیئے جائیں تاکہ فہرست مرتب ہوسکے۔ اور جو مسائل فرقہ امامیہ اور حنفیہ میں متفق ہیں۔ اون کے سوا مختلف مسائل میں امامیہ کے اختلاف کی تصریح کردیجائے

پس مینے اپنے عزیز احباب کی فرمایش کے لحاظ سے رسالہ سابقہ پر نظر ثانی کی اور اسدفعہ جسقدر ترمیمات مینے مناسب خیال کیں وہ بھی کردیں اور مضامین بھی علیحدہ علیحدہ کردیے اور جسقدر ضروری مسائل میرے خیال میں قابل ایزاد تھے وہ بھی ایزاد کردیے او جن مسائل میں اہل سنت اور امامیہ میں اختلاف تھا وہ حاشیہ میں درج کردیا۔ مجموعی حیثیت سے یہہ رسالہ جہانتک میں خیال کرتا ہوں فرائض کے متعلق کافی ہے اور امید کیجاتی ہے کہ جو لوگ بجز اردو کے کسی اور زبان سے واقف نہیں ہیں وہ اس رسالہ سے مسائل بخوبی سمجھہ سکینگے گو ذیعلم اشخاص کو اسکے سمجھنے میں استاد کی ضرورت نہ ہو لیکن دیگر اشخاص کو استاد کی ضرورت ہوگی۔ ہر چند مسائل کو عام فہم کرنے کی اور بہت اختصار کے ساتھہ سمجھانے کی کوشش کیگئی ہے۔ لیکن چونکہ بنفسہ یہہ علم مشکل ہے۔ پس علمی مشکلات کسیطرح رفع نہیں ہوسکتیں تاہم غیر زبان میں جسقدر مشکل علم کا حصول دشوار ہے اوسقدر اپنی زبان میں اوسکا حاصل کرنا مشکل نہیں ہے۔ پس جسقدر سہولت ہوگئی ہے اوسی کو غنیمت سمجھنا چاہیے۔

فقیر الی اللہ

محمد محی الدین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرائض

فرائض کی تعریف اور موضوع اور غایت

(۱) چونکہ خداوند جل وعلےٰ شانہ نے میراث کا خود تعین فرمایا ہے اسلیئے میراث کے احکام فرائض سے تعبیر کیئے جاتے ہیں۔ اور اس علم کا موضوع ترکہ ہے۔ اور ترکہ وہ مال ہے جس سے غیر کا حق متعلق ہو۔ غرض اسکے تعلیم و تعلّم سے صرف اسقدر ہے کہ ہمارا ذہن مصارف ترکہ میں ہر قسم کے خطا سے بچا رہے۔

میراث مورث وراثت حق وراثت

(۲) کسی شخص کے مرنے کے بعد جو مال اوسکا باقی رہے اوسے میراث اور ایسے شخص متوفی کو مورث اور جسکو بحیثیت قایم مقامی میراث ملسکتی ہے اوسے وارث اور میراث پانے کے استحقاق کو حق وراثت کہتے ہیں

شرائط وراثت

(۳) لیکن تاوقتیکہ کوئی شخص نہ مرے اوسکا مال میراث نہیں قرار پاسکتا اور جبتک کہ بوقت وفات مورث کوئی شخص بقید حیات نہو۔ وارث نہیں ہوسکتا۔ اور نیز تاآنکہ کوئی وجہ میراث پائی کی نہو۔ کوئی شخص میراث نہیں پاسکتا۔ جس سے ظاہر ہے کہ شرائط وراثت حسب ذیل ہیں

(۱) مورث کی وفات۔

(۲) وارث کی حیات حقیقی ہو یا تقدیری۔

(۳) وجہ ارث۔

اسباب ارث	(۴) وجہ ارث یا نسب ہے یا سبب ہے اور سبب لحاظ اپنے انواع کے یا

ازدواج ہے یا ولد جس سے ثابت ہے کہ اسباب ارث حسب ذیل ہیں۔

(۱) نسب (یعنی قرابت)

(۲) سبب ازدواج

(۳) سبب ولد

تمثیل

زید مرا اور بوقت وفات کسیقدر اوسکی جائداد منقولہ اور کسی قدر جائداد غیر منقولہ باقی رہی عمر اوسکا ایک بیٹا اور ہندہ ایک زوجہ بوقت وفات موجود تھے وہ جائداد مذکورہ پر قابض ہوئی اور بحیثیت قائم مقامی حق ملکیت زید ان دونوں پر منتقل ہوا اور مالک قرار پائے۔ پس یہی جائداد جو بوقت وفات زید باقی رہی۔ متروکہ ہے۔ عمر کے ارث کا سبب نسب تھا۔ اسلیئے کہ وہ زید کا بیٹا تھا۔ اور ہندہ کے ارث کی وجہ سبب ازدواج تھا۔ زید مورث تھا۔ یہ دونوں وارث تھے جائداد متروکہ موروث تھی۔ اور تینوں شرائط ارث بھی موجود تھے۔ مورث مرچکا تھا۔ وارث زندہ تھے وارثوں کی وجہ ارث بھی حسب مذکورۂ بالا موجود تھی۔

(۵) ترکہ سے متعلق بہ تفصیل ذیل علے الترتیب چار حقوق ہیں۔

حقوق متعلقۂ ترکہ اور اوسکے متعلق طریقۂ عمل	(۱) تجہیز و تکفین و تدفین میت بلا تنگی و اسراف (۲) قرضہ متوفی کی ادائی۔

(۳) جو وصیت متوفی نے بقیہ مال متروکہ متوفی کے ایک ثلث

سے زیادہ نہ ہو اسکا اجرا۔

(سوم) مابقے مال کی ورثا میں تقسیم۔

پس بعد اخراجات تجہیز و تکفین جو کچھہ مال متروکہ باقی رہیگا۔ اوس سے قرضہ متوفی کا ادا کیا جائیگا اور بعد ادائی قرضہ جو کچھہ بچیگا بصورت وجود وصیت اس باقی مال کی ثلث تک وصیت کی تعمیل ہو گی اور اوسکے بعد جو کچھہ رہیگا وہ ورثا میں تقسیم ہو گا۔

تمثیل

زید مرا اور اوس نے پانچہزار روپیہ نقد چھوڑے بوقت وفات والدہ اور والد اور بھائی باقی رہے یہہ شخص خالد اور عمر کا مقروض تھا۔ خالد کے ۱۱۰۰ روپیہ اسپر قرض تھے اور عمر کے ۲۰۰ اسنے مرنے سے قبل وصیت کی تھی کہ بابت زکوٰۃ اسپر سو روپیہ واجب الادا ہیں وہ خیرات کئے جائیں اور اوسکے دوست حامد کو سات سو روپیہ اوسکے بیٹے کی شادی میں دیئے جائیں۔

زید کی تجہیز و تکفین میں دو سو روپیہ ابتدائً صرف ہوئے اور چار ہزار آٹھ سو باقی رہے اونمیں سے ۱۳۰۰ قرضہ ادا کیا گیا جسکے بعد تین ہزار تین سو باقی رہے جسکا ایک ثلث ۱۱۰۰ ہوتا تھا اور وصیت کی بھی مقدار اسیقدر تھی۔ لہذا وصیت کے بموجب عمل کیا گیا۔ جسکے بعد دو ہزار دو سو روپیہ تقسیم طلب رہے جو والد اور والدہ اور بھائی ورثا کو بموجب سہام شرعی کے تقسیم ہوئے۔

موانع ارث

موانع ارث (۲) موانع ارث چار ہیں۔ ایک رقیت۔ دوم قتل مورث۔ سوئم اختلاف دین۔ چہارم اختلاف دیار۔

"رقیت" گو ملک ناقص ہو نا ہم کل یا جزو مملوک ہونے سے میراث سے محروم رہے گا۔ اگر صاحبین کا قول ہو کہ معتق ببعض وارث ہو گا اور غیر کا حاجب ہو گا[۱]۔

"قتل" خواہ بالعمد ہو یا شبہ عمد جو موجب قصاص و کفارہ ہو وہ مانع ارث ہے جس قتل سے قصاص یا کفارہ متعلق نہ ہو وہ مانع ارث نہیں ہے۔ اگر قاتل مقتول سے پہلے مرجائے تو مقتول قاتل کا وارث ہو گا[۲]۔

"اختلاف دین" یہ باعتبار اسلام و کفر کے ہے یعنی وارث مسلم ہے۔ اور مورث کافر ہے۔ یا برعکس تو ایک دوسرے کا وارث نہ ہو گا[۳]۔

"اختلاف دیار" دو ملکوں کا اختلاف کفار میں مانع ارث ہے۔ اہل اسلام کے لیے یہ اختلاف مانع ارث نہیں ہے[۴]۔

---

[۱] غلامی کامل یعنی خالص غلام و ناقص مانند مکاتب و مدبر و ام ولد۔ امامیہ کے نزدیک بھی نہ غلام کسی آزاد کا وارث ہو سکتا ہے نہ آزاد غلام کا۔ [۲] اگر کوئی اپنے مورث کو قتل کر ڈالے وہ ترکہ مقتول سے محروم رہیگا۔ امامیہ کے نزدیک صرف "قتل عمد" مانع ارث ہے۔ شبہ عمد میں انکے ہاں اختلاف ہے۔ باقی اقسام قتل انکے ہاں مانع ارث نہیں ہیں۔

[۳] امامیہ کے نزدیک مسلم کافر کا وارث ہو سکتا ہے مگر کافر مسلم کا وارث نہیں ہو سکتا۔ علمائے امامیہ کو اوقات موانع مذکورہ میں سے اختلاف ہے۔ اہل سنت مورث کی موت کا وقت قرار دیتے ہیں۔ اور امامیہ وقت تقسیم ترکہ۔ لہٰذا انکے نزدیک بعد موت مورث قبل تقسیم ترکہ اگر قاتل قتل کے الزام سے بری ہو جاوے۔ اور وہ غلام جو وراثت کا مستحق ہے تقسیم تک آزاد ہو جائے۔ یا جو کافر وارث ہو سکتا ہے وہ تقسیم سے قبل مسلمان ہو جائے تو ترکہ پائے گا۔

[۴] امامیہ کے نزدیک اختلاف دیار مانع ارث نہیں ہے۔

ورثا

(۷) ورثا کل تین قسم ہیں۔

(۱) ذوے الفروض۔

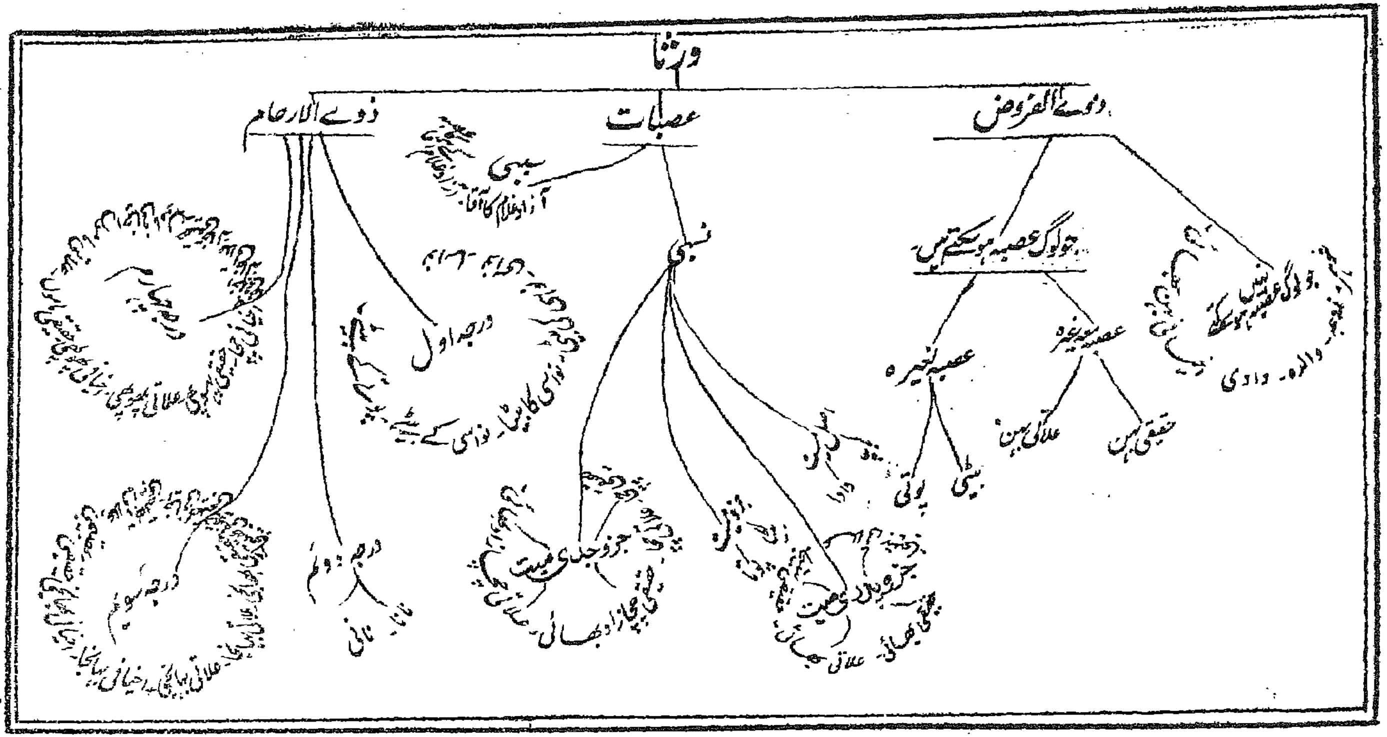
(۲) عصبات۔

(۳) ذوے الارحام۔

"ذوی الفروض" وہ وارث ہیں جنکے حصص معین ہیں۔ خداوند کریم نے قرآن شریف میں انکے حصص معین فرما دیئے ہیں۔ "عصبات" وہ نسبی اقربا ہیں جو قرابت قریبہ رکھتے ہیں انکے حصص غیر معین ہیں علے ہذا۔

"ذوی الارحام" جو صرف قرابت بعیدہ رکھتے ہیں۔ بالاختصار ورثا کے اقسام مذکورہ کی تفصیل نقشۂ مندرجۂ ذیل سے ذہن نشین ہوسکتی ہے۔

دیکھو صفحہ (۸)


ورثا
ذوے الفروض
عصبات
ذوے الارحام
سببی
نسبی
جو لوگ عصبہ ہو سکتے ہیں
جو لوگ عصبہ نہیں ہو سکتے
عصبہ بغیرہ
عصبہ بغیرہ
پوتی
بیٹی
علاتی بہن
حقیقی بہن
درجہ اول
درجہ دوم
درجہ سوم
درجہ چہارم
نانا
نانی
جزو میت
جزو جدی میت
جزو پدری میت

لیکن جب وجہ وراثت کا لحاظ کیا جائے تو بجز "نسب"۔ اور "سبب" کے کوئی اور وجہ وراثت نہیں معلوم ہوتی۔ منجملہ اسباب ارث کے ایک سبب "ازدواج" ہے۔ دوسرے عتق۔ جو لوگ بربنائے نسب وارث ہوتے ہیں۔ زیادہ تر انہیں کی تعداد ہے۔

اقربائے نسبی و سببی (۸) نسبی اقربا وہ ہیں جو متوفی کی اصل ہیں۔ یا متوفی کا جزو ہیں۔ یا متوفی کے والدین کا جزو ہیں۔ یا متوفی کی اجداد کا جزو ہیں جن میں سے ہر ایک کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(الف) اصل میت

(۱) باپ۔

(۲) دادا۔

(۳) والدہ۔

(۴) جدہ

(۵) نانا۔ نانیاں۔

(ب) جزو میت۔

(۱) بیٹا۔

(۲) پوتا۔

(۳) بیٹی

(۴) پوتی۔

(۵) بیٹوں پوتیوں کی اولاد۔

(ج) جزو والدین میت

(الف) جزو مادری (۱) اخیافی بھائی۔

(۲) اخیافی بہن۔

(۳) بھانجیاں بھتیجیاں۔

(ب) جزو پدری (۱) حقیقی بھائی۔

(۲) علاتی بھائی۔

(۳) حقیقی بہن۔

(۴) علاتی بہن۔

(۵) حقیقی بھتیجا۔

(۶) علاتی بھتیجا۔

(۷) بھانجیاں بھتیجیاں۔

(د) جزو اجداد سیت)

(۱) حقیقی چچا۔

(۲) علاتی چچا۔

(۳) علاتی چچازاد بھائی۔

(۵) پھوپھیاں ماموں۔ خالہ۔

(۷) سببی حصہ دار یا وہ ہیں جو بسبب ازدواج میراث کے مستحق ہوں یا جو بوجہہ ولا وغیرہ استحقاق رکھتے ہوں۔ اور وہ حسب ذیل ہیں۔

الف سبب ازدواج۔

(۱) شوہر۔

(۳) زوجہ

(ب) بوجہ ولا وغیرہ۔

(۱) آزاد غلام کا آقا۔

(۲) ایسے آقا کا عصبہ۔

(۳) مولے الموالات۔

(۴) مقرلہٗ بالنسب علے الغیر۔

ذوے الفروض اور اونکے حصص

(۹) قرابت داران نسبی میں سے منجملہ اصل میت باپ دادا کا اور منجملہ جزو میت بیٹی۔ پوتی کا۔ اور منجملہ جزو پدری۔ میت حقیقی اور علاتی بہنوں کا اور منجملہ جزو مادری میت اخیافی بہنوں اور بھائیوں کا اور زوجہ اور شوہر قرابت داران سببی کا حصہ معین ہے جو دس اشخاص نسبی اور دو اشخاص سببی چار مرد آٹھ عورتیں کل بارہ ہیں۔

انہیں میں سے بیٹی پوتی بہن خواہ حقیقی ہو یا علاتی جب اکیلی ہو تو نصف اور کئی ہوں تو دو ثلث کا استحقاق رکھتے ہیں۔ اور اولاد کے نہ ہونے سے شوہر نصف اور زوجہ ربع پاتی ہے مگر اولاد کے ہونے سے شوہر کو ربع اور زوجہ کو آٹھواں حصہ دیا جاتا ہے اور والدہ کو جب متوفی کے اولاد یا کسی قسم کے دو بہن بھائی موجود نہ ہوں تو ایک ثلث اور اگر موجود ہوں تو ایک سدس ملتا ہے اور اخیافی بہن بھائی حالت تنہائی میں چھٹا حصہ اور جب کئی ہوں تو ایک ثلث پاتی ہیں اور باپ دادا دادی صرف ایک سدس۔ انہیں میں سے ہر ایک کے مفصل حالات حسب ذیل ہیں۔

(۱) باپ جسکے تین حال ہیں۔ ایک فرض مطلق۔ جبکہ متوفی کی اولاد یا اولاد کی اولاد

ذکور کے ساتھ ہو تو اوس صورت میں اوسے ایک سدس ملتا ہے۔ دوسرے تعصیب مطلق جبکہ متوفی کی اولاد یا اولاد کی اولاد نہ ہو تو ذوی الفروض کے بعد جو مال باقی بچتا ہے۔ وہ باپ کو ملتا ہے۔ تیسری ذی فرض وعصبہ دونوں حالتیں جبکہ متوفی کی دختر یا پوتی یا پڑپوتی کے ساتھ ہو تو اس صورت میں اولاً سدس باپ کو دیا جائیگا۔ اور نصف دختر یا پوتی یا پڑپوتی کو دیکر جو کچھہ باقی رہے گا وہ پھر باپ کو بطور عصوبت دیا جائیگا۔[۱]

(۲) "جد" کے حالات بھی مانند باپ کے ہیں۔ اگر متوفی کا باپ نہ ہو تو دادا مثل باپ کی ترکہ پائیگا۔[۲] مگر بہ صور تہائے مندرجہ ذیل میں جنمیں باپ کی مانند دادا نہیں سمجھا جا سکتا۔

(الف) یہہ کہ دادی باپ کے ساتھ وارث نہیں ہوتی۔ اور دادا کے ساتھ وارث ہوتی ہے۔

(ب) جبکہ میت نے والدین اور احدالزوجین کو وارث چھوڑا۔ تو احدالزوجین

---

[۱] امامیہ کو اس مسئلہ میں اختلاف ہے اونکے نزدیک صرف باپ ہی۔ باقی مال بطور عصوبت نہیں لے گا بلکہ بیٹی پوتی پڑپوتی بھی باقی مال کے مستحق ہونگے اور بلحاظ سہام سب پر باقی مال تقسیم کیا جائے گا۔

[۲] امامیہ جد وجدہ پدری کا حق ۲/۳ کا قرار دیتے ہیں اور جد وجدہ مادری کا حق ۱/۳ کا۔ جد وجدہ پدری ہر دو للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کرتی ہیں اور جد وجدہ مادری ہیں علے التساوی۔ میت کو والدین اور اولاد کو ان سب کا حاجب سمجھتی ہیں ہر قسم کی بھائی بہنوں اور زوجین کے ساتھ یہ لوگ میراث پاتے ہیں۔ بھائی اور جد پدری اور بہنیں اور جدہ پدری مساوی حصہ دار ہیں خواہ بہن بھائی حقیقی ہوں یا علاتی۔ علی ہذا برادر اخیافی اور جد مادری اور اخیافی بہن اور جدہ مادری مساوی حصہ دار ہیں اگر کسی صورت میں سب لوگ وارث ہوں تو ۲/۳ برادر حقیقی وجد پدری او رخواہر حقیقی وجدہ پدری میں للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہونگے ۱/۳ برادر اخیافی اور جد مادر کو اور اخیافی بہن اور جدہ مادری میں علے التساوی تقسیم کیا جائیگا۔

کے بعد ماں کو ما بقے کا ثلث دیا جائیگا۔ اور اگر بجائے باپ کے دادا ہو تو ماں کو کل مال متروکہ کا ثلث دیا جائیگا۔[ا]

(ج) بہن بھائی حقیقی و علاتی باپ کے ساتھ محروم ہوتی ہیں اور دادا کے ساتھ بھی حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک محروم اور صاحبین کے نزدیک غیر محروم سمجھی جاتی ہیں۔

(د) معتق کا باپ اوسکے فرزند کے ساتھ سدس ولا پاتا ہے۔ اور اگر دادا بجائے باپ کی ہو تو دادا کو کچھ نہیں ملتا۔ کل ولا پسر ہی کو ملتی ہے[ٹ]۔

(ھ) اگر آزاد غلام نے اپنے آزاد کرنیوالے کا دادا اور بھائی چھوڑا تو امام اعظمؒ کے نزدیک کل ولا دادا کو ملے گی۔ اور صاحبینؒ کے نزدیک دونوں کی مشترک۔ اور اگر باپ بجائے دادا کے ہو تو وہ کل میراث پائیگا۔

(۳) "والدہ" اوسکی تین حالتیں ہیں (۱) ایک یہہ کہ جب متوفی کا بیٹا یا پوتا یا دو یا زیادہ بھائی بہن (خواہ حقیقی ہوں یا علاتی۔ یا اخیافی) موجود ہوں تو ماں کو چھٹا حصہ ملتا ہے[ت]

(۲) جب متوفی کی اولاد نہ ہو۔ نہ دو بھائی بہن ہوں تو ماں کو تمام ترکہ کا ثلث ملتا ہے[ت]

(۳) جب ماں احد الزوجین اور باپ کے ساتھ ہو تو بعد حصہ فرضی احد الزوجین باقی

[ا] مگر امامیہ کے نزدیک احد الزوجین کے بعد ماں کو ما بقے کا ثلث نہیں دیا جائیگا۔ بلکہ کل ترکہ کا ثلث دیا جائے گا۔ باقی رہی دوسری صورت یعنی اگر بجائے باپ کے دادا ہو تو امامیہ والدہ کی موجودگی میں جد کو محجوب الارث سمجھتے ہیں۔

[ٹ] امامیہ کے نزدیک کل ولا پسر ہی کو ملے گی۔ باپ اور دادا کو پسر کی موجودگی میں کچھ نہیں ملنے کا۔

(۳) امامیہ ایک سے زیادہ بھائی اور تین سے زیادہ بہنیں اور ایک بھائی اور دو بہنیں حقیقی ہوں یا علاتی اور اجتماع والدین کی صورت میں والدہ کا ایک سدس قرار دیتے ہیں۔

(۴) امامیہ علاوہ اولاد ابن کے اولاد بنت کا بھی وجود باعث نقصان حصہ والدہ قرار دیتی ہیں۔

کا ثلث ماں کو ملتا ہے۔[1]

(۴) جدہ خواہ باپ کی ماں ہو یا ماں کی ماں۔ دادی ہو یا نانی اونکا سدس حصہ مقرر ہے ایک ہو یا چند مگر درجہ میں مساوی ہوں تو سدس میں شریک ہو جائیں گی۔[2]

(۵) پوتی یا پوتیاں جنکے چھ حالات ہیں۔ تین حال تو مثل دختروں کے ہیں جب متوفی کی کوئی دختر نہ ہو۔

(الف) ایک پوتی ہو تو اوسے نصف ترکہ ملیگا۔

(ب) جب دو یا دو سے زیادہ ہوں تو دو ثلث حصہ ہو گا۔

(ج) جب اونکے ساتھ اونکا بھائی بھی ہو تو بھائی اونہیں عصبہ کر دے گا۔ اور ترکہ ملاکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہو گا۔

تین حالات وہ ہیں جو پوتیوں ہی سے مخصوص ہیں۔

(۱) یہہ کہ ایک دختر کے ساتھ ایک یا زیادہ پوتیاں ہوں تو اسحالت میں پوتیاں سدس حصہ پائینگی۔ تاکہ دو ثلث پوری ہو جائیں۔

---

[1] امامیہ کل ترکہ کا ایک ثلث حق مادر قرار دیتی ہیں۔ [2] یہہ حکم جدۂ صحیحہ سے متعلق ہے۔ جدات کی دو قسمیں ہیں (۱) صحیحہ (۲) فاسدہ۔ جدۂ صحیحہ وہ ہے جسکی نسبت الی المیت میں ایک باپ دو مائیں نہ داخل ہوں۔ جدہ فاسدہ وہ ہے کہ دو ماؤں میں ایک باپ داخل ہو چنانچہ نانا یعنی ماں کا باپ تو نانا کی ماں جدہ فاسدہ ہے اسلیئے کہ او دو ماؤں میں یعنی میت کی ماں اور نانا کی ماں میں نانا واسطہ واقع ہوا ہے [3] امامیہ پوتی کو ذی فرض نہیں تسلیم کرتے بلکہ وہ بصورت اولاد صلبی نہونے کے اولاد کی اولاد کو قائم مقام اولاد خیال کرتی ہیں اور قریب تر کو بعید کا حاجب سمجھتی ہیں۔ بیٹے کی اولاد کو اوسکو باپ کا حصہ اور بیٹی کی اولاد کو اوسکی ماں کا حصہ دیتی ہیں۔ بیٹے کی اولاد کو خواہ ذکر ہو یا مونث بیٹی کی اولاد سے دو چند حصہ دلاتے ہیں اور امامیہ سے ہر ایک کا حصہ بصورت اجتماع ذکور واناث للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کرتی ہیں۔

(۲) دو یا زیادہ دختروں کے ساتھ ہونگی تو محروم ہونگی لیکن اگر اونکے ساتھ کوئی مرد ہوگا۔ جو درجہ میں برابر ہو یا اسفل ہو تو اونکو عصبہ کردیگا۔ بشرطیکہ کوئی پوتی اونمیں صاحب فرض نہ ہو[1]۔

(۳) یہہ کہ متوفی کا فرزند صلبی موجود ہو اس صورت میں پوتیاں محروم ہوجائینگی۔

(۶) "بہنیں" جنکے پانچ احوال ہیں خواہ سگی ہوں یا سوتیلی۔

(الف) جب ایک حقیقی بہن ہو تو نصف میراث کی مستحق ہوگی۔

(ب) دو حقیقی بہنیں ہوں تو دو ثلث ترکہ پائیں گی۔

(ج) اگر اونکے ساتھ حقیقی بھائی ہوگا تو عصبہ ہوجائیں گی اور ترکہ للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگا۔

(د) اگر بہنیں دختروں کے ساتھ یا پوتیوں کے ساتھ ہوں تو عصبہ ہوجائیں گی۔ اس صورت میں ذوی الفروض کے بعد جسقدر مال بچیگا اونہیں ملیگا[2]۔

(ہ) پسر اور پوتے اور باپ کے ہونے سے بھی محروم رہتی ہیں۔ امام اعظم رح کے نزدیک دادا کی موجودگی میں بھی بہنیں محروم رہتی ہیں۔

(۷) "علاتی بہنیں"۔ انکی دو حالتیں حقیقی بہنوں کے حالات سے زیادہ ہیں۔

(الف) یہہ کہ ایک حقیقی بہن کے ساتھ علاتی بہن سدس حصہ پاتی ہے۔ بغرض تکمیل دو ثلث

---

[1] مثلاً ایک شخص دو بیٹیاں اور ایک پوتی اور پوتا چھوڑے تو بیٹیوں کو دو ثلث اور پوتے کو بطور عصوبت مرد کو ۲ عورت کو (۱) حصہ ملیگا۔ یا اگر کوئی دو بیٹیاں ایک پوتی۔ ایک پڑوتی ایک پڑوتا چھوڑے تو بسبب پڑوتے کے پڑوتی بھی عصبہ ہوجائے گی۔ پڑوتے کو دو حصہ پوتی اور پڑوتی کو ایک ایک حصہ بعد بیٹوں کے ملیگا۔ [2] علمائے امامیہ کے نزدیک بہنیں متوفی کے بیٹوں پوتیوں ہی کے ساتھ محجوب نہیں ہوتیں بلکہ متوفی کی اولاد کی اولاد کے مقابلہ میں بھی محروم رہتی ہیں۔

(ب) اگر دو یا زیادہ حقیقی بہنوں کے ساتھ ہوں تو محروم ہو جاتے ہیں[۱]۔ لیکن اگر انکے ساتھ بھائی ہو تو انہیں عصبہ کر دیتا ہے[۲]۔ اور جب سگی بہن بیٹی کے ساتھ عصبہ ہوگی تب بھی علاتی بہنیں محروم ہو جائینگی[۳]۔

(۸) "اخیافی بہنیں"۔ انکے تین حالات ہیں۔

(الف) اگر تنہا ہو تو ایک سدس پاتی ہے

(ب) اگر دو یا زیادہ ہوں تو ثلث ترکہ پائے گی۔

(ج) فرع وارث یا فرع الفرع وارث سے اور باپ دادا کے ہونے سے محروم ہو جاتی ہیں[۴]۔

(۹) "اخیافی بھائی"۔ کی بھی تین حالتیں ہیں۔

(الف) اگر ایک ہو تو سدس پائے گا۔

(ب) اگر دو یا زیادہ ہوں تو ایک ثلث پائیں گے انمیں ذکور و اناث استحقاق تقسیم میں مساوی ہیں۔

(ج) بیٹے یا پوتے یا باپ دادا کی موجودگی میں محروم رہینگی[۵]۔

(۱۰) "دختر"۔ اوسکی تین حالتیں ہیں۔

---

[۱] علمائے امامیہ کے نزدیک حقیقی ایک بہن کا وجود علاتی بہن کی محرومی کا باعث ہے۔ [۲] امامیہ کے نزدیک اس صورت میں بھی علاتی بہن بھائی محروم ہونگے۔ [۳] امامیہ کے نزدیک جب کہ بیٹی پوتے کی موجودگی میں حقیقی بہن محروم سمجھی جاتی ہے تو علاتی بدرجۂ اولی محروم ہوگی۔ (۵) حنفیہ اولاد میت و اولاد پسر میت اور باپ دادا کو حاجب قرار دیتے ہیں۔ امامیہ کو اسمیں اختلاف ہے۔ وہ اولاد پسر میت کی قید نہیں لگاتی بلکہ عام طور پر اولاد میت کو حاجب قرار دیتے ہیں یعنی اگر نواسی بھی ہو تب بھی حاجب ہوگی اور دادا کو حاجب نہیں تسلیم کرتے [۵] علمائے امامیہ کی جو رائے اخیافی بہنوں کی نسبت ہے وہی رائے اخیافی بھائیوں کی نسبت ہے۔

(الف) اگر ایک ہوگی تو نصف پائے گی۔

(ب) اگر دو یا زیادہ ہوں تو دو ثلث ترکہ پائینگی۔

(ج) اگر اپنے بھائی کے ساتھ ہونگی تو عصبہ ہو جائینگی۔ اور بھائی کے حصہ کا نصف پائیں گی۔

(۱۱) "زوج" کے دو حال ہیں۔

(الف) جب متوفیہ کی اولاد یا اوسکے بیٹے کی اولاد کے ساتھ ہو تو چہارم حصہ پائے گا۔

(ب) جب متوفیہ کے بیٹے کی اولاد نہ ہو تو نصف متروکہ ملیگا۔[1]

(۱۲) "زوجہ" کی بھی یہی حالتیں ہیں۔

(الف) جب متوفی کی اولاد یا اوسکی بیٹی کی اولاد کے ساتھ ہو تو آٹھواں حصہ پائینگی۔

(ب) جب تنہا ہو اور متوفی کی اولاد یا اوسکے بیٹے کی اولاد نہ ہو تو چہارم حصہ ملیگا۔

عصبات | ورثاء مذکرہ میں سے جہاں تک ذوی الفروض تھے اونکا بالتفصیل ذکر کیا جا چکا ہے۔ اب اونکی دوسری قسم کا ذکر کیا جاتا ہے جو "عصبات" کے ساتھ موسوم ہیں۔(۱) فقہا کی اصطلاح میں عصبہ اوس وارث کو کہتے ہیں جو بحالت انفراد کل متروکہ پائے اور ذوی الفروض کے ساتھ اونسے بچا ہوا باقی کل متروکہ۔ عصبات کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک عصبات نسبی

[1] اہل سنت اور امامیہ میں اس سے زیادہ کچھ بھی اختلاف نہیں ہے کہ اہل سنت میں بیٹے کی اولاد شرط ہے اور امامیہ کے نزدیک اولاد کی اولاد کافی ہے خواہ بیٹے کی ہو یا بیٹی کی۔ نواسہ کا وجود بھی انکے نزدیک زوجین کے حصص کو گھٹانے کے لئے کافی ہے۔ یہ مسئلہ فریقین کا متفق فیہ ہے کہ ایک سے زیادہ ازواج کی صورت میں لہ یا لہا جو کچھ ہے سب ازواج پر تقسیم ہوگا۔

دوسرے یہی منجملہ ورثائے متذکرۂ اقربائے ذیل عصبات نسبی ہیں۔ جنکی دیگر لحاظ سے پھر تین قسمیں ہیں ایک بنفسہ دوسرے بغیرہ تیسرے معہ غیرہ۔

(الف) جزو میت

(۱) بیٹا۔
(۲) پوتا
(۳) بیٹی۔
(۴) پوتی[۱]

(ب) اصل میت

(۱) باپ۔
(۲) دادا

(ج) جزو پدر میت

(۱) حقیقی بھائی۔
(۲) علاتی بھائی
(۳) حقیقی بہن۔
(۴) علاتی بہن[۲]۔
(۵) حقیقی بھتیجا۔
(۶) علاتی بھتیجا۔

(د) جزو جد میت۔

(۱) حقیقی چچا۔
(۲) علاتی چچا۔

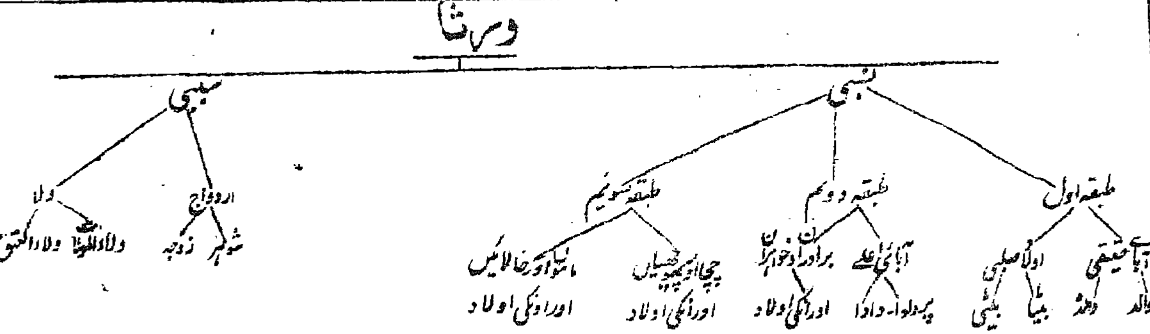
یہی اشخاص عصبات بنفسہ ہیں باستثناء اون اشخاص کی جو بوساطت کسی عورت کی میت کی قرابت دار ہوں۔ انمیں سب سے پہلے جزو میت کو حق وراثت ہے۔ اوسکے سامنے

---

[۱] امامیہ عصوبت کو اسباب ارث میں سے نہیں خیال کرتے بلکہ نسبت قرابت کو موجب ارث سمجھتے ہیں۔ وہ عصبات نسبی اور ذوالارحام دونوں کو ذوالقرابت کہتے ہیں۔ گویا اونکے نزدیک ورثائے نسبی صرف دو ہی قسم کے ہیں ایک ذوالفروض۔ دوسرے ذوی القرابت۔ امامیہ نے ورثا کی ترتیب اہل سنت کی مانند نہیں رکھی بلکہ اونہوں نے کل ورثا کو نسبی اور سببی میں تقسیم کرکے نسبی ورثا کو تین طبقوں میں تقسیم کیا ہے۔ طبقۂ اول میں آبائے حقیقی اور اولاد صلبی کو شمار کیا ہے اور طبقہ دوئم میں آبائے اعلے اور بھائی بہنوں کو شمار کیا ہے۔ اور طبقہ سوئم میں چچاؤں اور پھوپھیوں اور ماموؤں اور خالاؤں کو۔ اور ہر طبقہ مقدم کو طبقۂ موخر کا حاجب قرار دیا ہے نقشۂ ذیل سے اونکے ہاں کی ترتیب ورثا سمجھ میں آسکتی ہے

اور عصبات کو میراث پانے کا استحقاق نہیں ہے۔ انکے نہ ہونے کی صورت میں میت کی اصل کو حق وراثت
ہے اور انکے نہ ہونے کی صورت میں میت کی جزو پدری کو اور انکے نہ ہونے کی صورت میں میت کی جزو جدی

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۸)



علمائے امامیہ نے (۱۹) ورثا کو ذوی الفروض قرار دیا ہے جنمیں (۸) مرد اور (۱۱) عورتیں ہیں۔ والد۔ نانا۔ برادر اخیافی۔ اخیافی چچا۔ حقیقی ماموں۔ علاتی ماموں۔ اخیافی ماموں۔ شوہر۔ یہ تو آٹھ مرد ہیں اور والدہ۔ دختر۔ حقیقی بہن۔ علاتی بہن۔ اخیافی بہن۔ نانی۔ اخیافی پھوپھی۔ حقیقی خالہ۔ علاتی خالہ۔ اخیافی خالہ۔ زوجہ۔ یہ (۱۱) عورتیں ہیں گو اہل سنت کی مسلمہ ذوی الفروض میں امامیہ کے اختلافات لکھے جاچکے ہیں۔ لیکن چونکہ بعض ایسے ورثا ہیں جنہیں اہل سنت نے ذوی الفروض نہیں تسلیم کیا۔ صرف امامیہ ہی نے ذوے الفروض تسلیم کیا ہے۔ اسوجہ سے اونکے حصص سے متعلق اتفاق فریقین یا اختلاف فریقین کے بیان کا موقعہ نہیں ملا۔ ورثا اور انکے حصص جو حسب ذیل ہیں۔

(الف) اخیافی چچا۔ اگر علاتی چچا کے ساتھ ہو تو ایک سدس پائیگا اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو ثلث۔

(ب) حقیقی ماموں۔ اگر متوفی کے چچا کے ساتھ ہو تو ثلث پائیگا۔

(ج) علاتی ماموں " " "

(د) اخیافی ماموں اگر متوفی کے چچا کے ساتھ تنہا ہو تو ثلث اور اگر علاتی ماموں کے ساتھ تنہا ہو تو سدس ثلث اگر ایک سے زیادہ ہوں تو ثلث الثلث پائے گا۔

(ھ) اخیافی پھوپھی۔ اگر دیگر غیر اخیافی پھوپھیوں کے ساتھ ہو تو تنہائی کی صورت میں سدس اور ایک سے زیادہ ہوں تو ثلث۔

(و) حقیقی خالہ۔ " " " " " "

(ز) علاتی خالہ۔ اگر متوفی کے چچا کے ساتھ ہوں تو ثلث حصہ ملیگا۔

(ح) (اخیافی خالہ) اگر متوفی کے چچا کے ساتھ تنہا ہو تو ثلث اور ماموں اور خالہ غیر اخیافیہ کے ساتھ تنہائی کی حالت

کو استحقاق وراثت ہو۔ ان چار قسم کے عصبات نسبی میں بھی ہر مقدم قسم مؤخر قسم پر مرجح ہو مقدم
قسم کا وارث گو کتنا ہی بعید ہو مگر مؤخر قسم کے وارث پر گو وہ کتنا ہی قریب ہو مقدم ہو
مثلاً قسم اول میں پوتا جو میت سے بمقابلہ باپ کے بعید ہے باپ قسم دوم کی عصبات
میں بھی ہو اور بلا واسطہ میت سے تعلق رکھتا ہے اور پوتے اور میت میں دو واسطہ
ہیں۔ لیکن پوتے کی موجودگی میں باپ کو بطور عصوبت کچھ بھی نہیں مل سکتا۔[ه۱]
اشخاص مذکورہ میں سے جزو میت اور جزو پدری میت یعنی بیٹی۔ پوتی۔ بہنیں حقیقی
و علاتی جب اپنے بھائیوں کے ساتھ ہوں تو عصبہ بغیرہ کہلاتی ہیں۔ اسلئے کہ ایسی
صورت میں اونکو حصہ معین نہیں ملتا بلکہ بمقابلہ بھائی کے حصہ کے ½ ملتا ہے۔[ه۲]

بقیہ حاشیہ ۱۹ علمائے امامیہ جدین پدری اور پوتی کو ذوی الفروض میں نہیں شمار کرتے۔

ه۲ امامیہ کے نزدیک علاتی بہن اور پوتی کی محرومی جزئیت ہی کی حد تک محدود نہیں ہے بلکہ محرومی کلی کی حد تک پہونچی ہے جیسا قبل ازیں سہام ذوی الفروض ان دونوں سے متعلق امامیہ کے اختلافات درج کیے جا چکے ہیں۔ اس سے زیادہ امامیہ کو کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ه۳ اہل سنت جزئیت میں سے اوسکے فرزندوں میں کسی کو ترجیح نہیں دیتے۔ لیکن امامیہ فرزند اکبر کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور حبوۃ اونہوں نے تجویز کیا ہے جسکے معنے بخشش بے منت کے ہیں۔ اور جس سے مراد یہ ہے کہ فرزند اکبر میت کے جسم کا لباس اور انگشتری اور شمشیر اور مصحف کا علاوہ سہم شرعی کے مستحق ہے۔ اگر فرزند اکبر فاسد الرائے اور سفیہ نہ ہو تو اوسے امامیہ علاوہ اوسکے حصہ شرعی کے اشیائے مذکورہ بھی دیتے ہیں۔

ه۴ امامیہ کا بھی یہی مذہب ہے وہ بھی بجہات قرابت و اقربیت ترجیح دیتے ہیں۔ لیکن ایک مسئلہ خاص میں اونہیں اختلاف ہے۔ یعنی جبکہ حقیقی بھتیجا علاتی چچا کے ساتھ ہو۔ تو باوجود علاتی چچا کی اقربیت کے وہ اسے محروم رکھینگے۔ حقیقی بھتیجا متروکہ پائے گا۔ علاتی چچا کو کچھ نہیں ملیگا۔ باستثنا اس مسئلے کے امامیہ اور اہل سنت میں اسسے زیادہ کچھ فرق نہیں ہے کہ اہل سنت اس ارث کو ارث بالعصوبت کہتے ہیں اور امامیہ ارث بالقرابت جو محض لفظی اختلاف ہے۔

ه۵ یہاں بھائیوں سے مراد برادر حقیقی اور حکمی دونوں سے عام ہے۔ برادران حقیقی تین ہیں (۱) بیٹا جبکہ ساتھ اوسکی حقیقی بہن ہو (۲) حقیقی بھائی جسکے ساتھ اوسکی حقیقی بہن ہو (۳) علاتی بھائی جسکے ساتھ اوسکی علاتی بہن ہو اور برادران حکمی پوتے ہیں

(بقیہ بر صفحہ ۲۱)

اورجب بہنیں صرف بیٹوں یا پوتیوں کے ساتھ ہوں تو عصبہ مع غیرہ کہلاتی ہیں۔ اونکے حصص فرضی کے بعد باقی کو بطور عصوبت دیا جاتا ہے۔ اور منجملہ اشخاص مذکورہ اصل یعنی باپ۔ دادا ہر ایک اوس صورت میں عصبہ ہوجاتا ہے جبکہ میت کی اولاد ذکور نہ ہو۔ لیکن باپ کی موجودگی میں دادا محروم رہتا ہے۔ عصبات حالت انفراد میں سارا مال اور ذوی الفروض کے ساتھ اونسے بچا ہوا لیتی ہیں اور جب کئی ہوتی ہیں تو علی التساوی حصہ پاتے ہیں۔ اور اگر ایک مرد ہو اور ایک عورت تو مرد کو عورت سے دوگنا حصہ ملتا ہے۔ ذوے الفروض اور عصبات کے حقوق سے متعلق ذیل میں ایک نقشہ منضبط ہے جس سے بالمقابلہ ہر وارث کا حصہ معلوم ہوسکتا ہے۔

(دیکھو نقشہ ذوے الفروض و العصبات)

بقیہ حاشیہ[۲] کی صورت میں ہوتی ہیں۔ پر پوتا اپنے برابر کے درجہ والی بہن کو عصبہ کر دیتا ہے اور نیز اوس بہن کو جو اوس سے اعلیٰ درجہ کی ہو۔ امامیہ اور اہل سنت میں اسقدر اختلاف ہے کہ امامیہ کے نزدیک پوتی یا پوتی اپنے سے کم درجہ کے بھائی کے ساتھ بھی عصبہ ہو جاتی ہیں۔ (۵) حقیقی بہن جب عصبہ ہو تو اوسکے ساتھ علاتی بھائی محروم ہوجاتا ہے۔ امامیہ کے نزدیک بہنیں متوفی کے بیٹوں یا پوتیوں کے ساتھ محجوب ہوجاتی ہیں۔

ذوے الارحام

(۱۱) ورثائے متذکرہ میں سے جہانتک عصبات تھے اونکا ذکر کیا جا چکا ہے اب اونکی تیسری قسم کا ذکر کیا جاتا ہے جو "ذوے الارحام" کہلاتی ہیں۔ فقہا کی اصطلاح میں "ذوے الارحام" اون ورثا کو کہتے ہیں جو نہ ذوے الفروض میں سے ہوں نہ عصبات میں سے۔ یہ لوگ باستثنائے زوجین نہ کسی ذی فرض کے ساتھ وارث ہوتے ہیں نہ کسی عصبہ کے ساتھ صرف زوجین کے ساتھ باوجود انکے ذی فرض ہونے کے ترکہ پاتی ہیں۔ انمیں سے اگر کوئی تنہا وارث ہو تو سارا مال پاتا ہے۔ منجملہ ورثائے متذکرہ اقسام ذیل ذوے الارحام ہیں۔

(الف) جزو میت۔

(۱) نواسا۔ نواسی۔
(۲) نواسی کی بیٹی۔ نواسی کا بیٹا۔
(۳) نواسے کی بیٹی۔
(۴) پوتی کی بیٹی۔

(ب) اصل میت۔

(۱) نانا۔ پرنانا۔
(۲) نانی۔ پرنانی۔

(ج) جزو والدین میت

(۱) حقیقی بھانجی۔ حقیقی بھانجا۔
(۲) علاتی بھانجی۔ علاتی بھانجا۔
(۳) اخیافی بھانجی۔ اخیافی بھانجا۔
(۴) حقیقی بھتیجی
(۵) علاتی بھتیجی
(۶) اخیافی بھتیجی۔

(د) جزو اجداد میت

(۱) اخیافی چچا
(۲) حقیقی پھوپھی۔
(۳) علاتی پھوپھی۔
(۴) اخیافی پھوپھی۔
(۵) حقیقی ماموں۔
(۶) علاتی ماموں۔

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
کل مال	کل مال	کل مال	کل مال	کل مال	کل مال	کل مال
کل مال	کل مال	کل مال	کل مال	کل مال	کل مال	کل مال
کل مال	کل مال	کل مال	کل مال	کل مال	کل مال	کل مال
مشترک	کل مال	کل مال	کل مال	کل مال	کل مال	کل مال
محجوب	مشترک	کل مال	کل مال	کل مال	کل مال	کل مال
محجوب	محجوب	مشترک	کل مال	کل مال	کل مال	کل مال
محجوب	محجوب	محجوب	مشترک	کل مال	کل مال	کل مال
محجوب	محجوب	محجوب	محجوب	مشترک	کل مال	کل مال
محجوب	محجوب	محجوب	محجوب	محجوب	مشترک	کل مال
محجوب	محجوب	محجوب	محجوب	محجوب	محجوب	مشترک

(۷) حقیقی بھتیجا۔ (۷) اخیافی ماموں۔

(۸) حقیقی خالہ

(۹) علاتی خالہ

(۱۰) اخیافی خالہ

انہیں بھی بطور عصبات میراث پانے کا استحقاق ہے۔ بمقابلہ جزو میت دیگر ذوے الارحام کوئی استحقاق نہیں رکھتی۔ اگر جزو میت میں سے کوئی نہ ہو تب اصل میت کو استحقاق وراثت ہوگا۔ اور جب انمیں سے بھی کوئی نہ ہو تب جزو والدین میت کو استحقاق ہوتا ہے۔ اور بصورت اونکے بھی نہ ہونے کے جزو جدی میت کو استحقاق وراثت ہوتا ہے۔ منجملہ ہر چہار اقسام ذوے الارحام کے ہر قسم کے ذوے الارحام مختلف المدارج اوس ترتیب کے ساتھ مستحق وراثت ہوتے ہیں جس ترتیب سے اونکا تذکرہ ہوا ہے۔ ایک قسم میں بھی قریب کے رشتہ دار کی موجودگی میں بعید کی رشتہ دار کو کچھ نہیں ملتا۔ مثلاً نانا کی موجودگی میں پرنانا محروم رہتا ہے۔ ہر درجہ میں باعتبار قوت قرابت وحالت اصل وارث ایک کو دوسرے پر ترجیح ہوتی ہے جیسے کہ حقیقی پھوپھی کی موجودگی میں علاتی پھوپھی محروم رہتی ہے جس ذی رحم کا واسطہ کوئی ذی فرض یا عصبہ ہو اوسے ایسے ذی رحم پر ترجیح ہے جسکا واسطہ ذی فرض یا عصبہ نہ ہو۔

(۱) الف ایک متوفی نے نواسی کا بیٹا اور پوتی کی بیٹی وارث چھوڑی۔ گو ان دونوں کو ایک ہی درجہ کا متوفی سے تعلق ہے۔ لیکن نواسی ذی رحم ہے اور پوتی ذی فرض۔ لہذا نواسی کا بیٹا بمقابلہ پوتی کی بیٹی کے محروم ہوگا۔

(ب) ایک متوفی نے اپنی نانی اور نانا کے والدوں کو وارث چھوڑا۔ چونکہ نانا ذی رحم تھا او

قسم اول کی ذوی الارحام میں بھی جب ایک درجہ کے ایسے ورثا ہوں جنکا ذریعہ ذی
فرض یا عصبہ ہو۔ یا ایسی ہوں جنکا واسطہ غیر ذی فرض عصبہ ہو۔ اور اونکی اصول میں
ذکورت و انوثت کا بھی اختلاف نہ ہو۔ تو اونکے رؤس پر ترکہ تقسیم ہوگا۔ مذکر کو دو
مؤنث کو ایک حصہ دیا جائیگا[1]۔ اور اگر اصول میں ذکورت و انوثت کا اختلاف ہو
تو اوس صورت میں امام ابو یوسفؒ نے ابدان فروع پر تقسیم قرار دی ہے۔ اور امام
محمدؒ نے اونکے اصول پر تقسیم کرکے اولاد کا حصہ مستخرج کرنا تجویز فرمایا ہے[2]۔ اور جو ذی
رحم زوجیت سے استحقاق رکھتا ہو اوسے دونوں جہت سے میراث ملیگی۔ باستثنائے
جدات جنمیں ایک جہت والی اور دو جہت والی دونو برابر ہیں[3]۔

بقیہ ص ۲۳ نانی ذی فرض۔ لہذا ایک شخص بواسطہ ذی رحم ارث کا طالب تہا۔ دوسرا شخص بواسطہ ذی فرض ارث کا خواہاں تھا اور بمقابلہ ذی رحم کے واسطہ دار کے ذی فرض کے واسطے دار کو ترجیح ہے۔ لہذا نانا کا باپ محروم رہے گا۔

(ج) ایک متوفی نے ایک بھتیجے کی بیٹی اور ایک بھانجی کا بیٹا وارث چھوڑا۔ چونکہ بھانجی ذی رحم ہے اور بھتیجا عصبہ ہوا اور واسطہ دار ذی رحم واسطہ دار عصبہ پر مرجح نہیں ہوسکتا۔ لہذا بھانجی کا بیٹا محروم ہوا۔

(د) ایک متوفی نے اپنی حقیقی پھوپھی کا بیٹا اور حقیقی چچا کی بیٹی کو وارث چھوڑا۔ چونکہ پھوپھی ذی رحم تھی اور چچا عصبہ تھا اور بمقابلہ عصبہ کے واسطہ دار کے ذی رحم کا واسطہ دار مرجح نہیں قرار پاسکتا تھا۔ لہذا پھوپھی کا بیٹا محروم ہوا۔

[1] ایک پوتی کی بیٹی اور ایک پوتی کا بیٹا وارث ہو۔ تو دونوں ذوی الفروض کی اولاد ہیں اور دونوں کے اصول ایک قسم کے تھے۔ ذکورت اور انوثت کا تفاوت نہیں تھا لہذا اون دونوں وارثوں میں سے مرد کو دو حصہ اور عورت کو ایک حصہ ملا۔ یا نواسی کا بیٹا اور نواسی کی بیٹی ہو تو دونوں غیر ذی فرض وعصبہ کی اولاد ہیں جو دونوں کے اصل میں اختلاف ذکورت و انوثت نہیں ہیں۔ پس ان میں بھی مرد کو دو حصہ اور عورت کو ایک حصہ دیا جائے گا۔ یہی مذہب امامیہ کا ہے۔

[2] ایک شخص نے نواسہ کی بیٹی اور نواسی کا بیٹا وارث چھوڑا۔ اگرچہ دونوں غیر ذی فرض وعصبہ کی اولاد

قسم دویم کے ذوی الارحام محض اجداد فاسد یا جدات فاسدات ہیں جب یہ کچھ ماں کیطرف کی ہوں اور کچھ باپ کیطرف کی تب باپ کیطرف والوں کو دو حصے اور ماں کیطرف والوں کو ایک حصہ ملیگا۔ اور اگر سب باپ کی طرف کی ہوں یا سب ماں کیطرف کی ہوں تو اونکی رؤس پر تقسیم ہوگی۔ مرد کو عورت سے دوگنا حصہ ملیگا۔ بشرطیکہ اون کی وسائط میں مرد و عورت کا اختلاف نہو۔ اور اگر یہ اختلاف ہو تو امام محمدؒ کی رائے میں وسائط پر تقسیم کرکے واسطہ وار اونپر تقسیم کیجاسے۔[۲]

قسم سویم کے ذوے الارحام کے حقوق بھی قسم اول کی مانند ہیں۔ لیکن جو ورثا والدہ کی اولاد کے فرع میں سے ہوں امام ابو یوسفؒ اونپر بھی للذکر ضعف الانثیٰ تقسیم فرماتی ہیں۔ مگر امام محمدؒ ایسے ورثا کو مساوی حصہ دیتے ہیں۔ انکی رائے میں والدہ کی اولاد میں مرد کو عورت پر ترجیح نہیں ہے۔[۳]

بقیہ[۲] اور مختلف الاصول یہی ہیں ایک کی اصل عورت ہو دوسرے کی اصل مرد ہو۔ امام ابو یوسفؒ کے مذہب پر ایک حصہ نواسہ کی بیٹی کو اور دو حصہ نواسی کے بیٹے کو دیئے جاینگے اور امام محمدؒ کے مذہب پر نواسہ کی بیٹی کو دو حصہ اور نواسی کے بیٹے کو ایک حصہ ملیگا۔ اسلئے کہ انکے اصول نواسہ۔ نواسی ہیں جب ان پر تقسیم کیگئی تو نواسہ کو دو حصہ اور نواسی کو ایک حصہ ملا۔ اور جو جسکو ملا وہی اوسکی اولاد کا حق قرار پایا۔ یہی مذہب امامیہ کا ہے۔

(۳) امامیہ کا بھی یہی مذہب ہے بجز اسکے کہ ایک حق دوسرے حق کو ساقط کردے ہر حق کی بابت وارث کو حصہ ملیگا اور بصورت کسی حق کے اسقاط کی حق اعلے کے مطابق حصہ ملیگا خواہ وارث مرد ہو یا عورت۔

(۱) دادی کی باپ کی ماں اور نانی کے باپ کی ماں کسی میت کی وارث ہوئیں تو دادی کی باپ کی ماں کو دو حصہ دینگے اور نانی کے باپ کی ماں کو ایک حصہ۔ امامیہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

(۲) نانا کے باپ کا باپ اور نانا کی ماں کا باپ کسی میت کے وارث ہوں تو امام ابو یوسفؒ کے مذہب کے مطابق دونوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک حصہ دیا جائیگا لیکن امام محمدؒ کے مذہب کے مطابق ذرائع پر تقسیم کرکے واسطوں کا حصہ قرار دیا جائیگا اس لحاظ سے نانا کے باپ کے باپ کو دو حصہ ملینگے۔ اور نانا کی ماں کے باپ کو ایک حصہ۔ امامیہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

قسم چہارم کے احکام بھی قسم اول کے احکام کی مانند ہیں اگر ورثا صرف ماں کیطرف کی یا صرف باپ کیطرف کی ہوں تو اون میں مرد کو عورت سے دوگنا حصہ ملیگا۔ لیکن[۱] اگر کچھ ماں کیطرف کے ہوں اور کچھ باپ کیطرف کی تو باپ کی طرف والی ⅔ اور ماں کی طرف والی ⅓ پائینگے[۲] چچا اور پھوپھیوں کی اولاد میں اگر دونوں ایک رتبہ کے ہوں اور ایک ولد عصبہ ہو۔ مگر اوسکی قرابت ضعیف ہو اور دوسرا ولد ذوی رحم ہو لیکن اوسکی قرابت قوی ہو تو قوی القرابت کو ترجیح ہوگی[۳]۔ زیادہ سہولت کے لیئے ذیل میں ذوی الارحام کے حقوق کا ایک نقشہ منضبط ہے جسمیں بالمقابلہ ہر وارث کا حصہ معلوم ہوسکتا ہے۔ (دیکھو نقشہ ذوی الارحام) ونقشہ توریث امامیہ اثناعشریہ

بقیہ صفحہ (۲۵) اخیافی بہن بھائی کی اولاد میں مرد کو عورت پر ترجیح نہیں دیجاتی سب کو حصہ مساوی دیا جاتا ہے خواہ مرد ہو یا عورت علمائے امامیہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ امام ابو یوسف کا مذہب امامیہ کے مذہب سے مختلف ہے مذہب امامیہ میں اگر اخیافی قرابت داروں کی اولاد ایک بھائی یا ایک بہن کی مثل ہو تو ⅙ اونہیں ملیگا اور اگر ایک بھائی بہن سے زیادہ کی نسل ہوں تو ⅓ اور سب پر علے السویہ تقسیم ہوگا بلا لحاظ مرد و زن اور باقی مال ان دونوں صورتوں میں حقیقی قرابت داروں کی اولاد پر تقسیم ہوگا۔ مرد کو عورت سے دوگنا دیا جائیگا۔ مذہب امامیہ کا کلیہ یہہ ہے کہ اصول کے لحاظ سے فروع پر تقسیم کیجاتی ہے۔ اور اخیافیوں میں علے السویہ تقسیم کیجاتی ہے اور ماسوا اخیافیوں کے باقی میں للذکر ضعف الانثے

[۱] اخیافی چچا۔ اخیافی پھوپھی۔ باپ کی طرف کی ہیں۔ ماموں۔ خالہ۔ ماں کیطرف کی ہیں۔ امامیہ اخیافی قرابت داروں میں مساوی تقسیم کرتی ہیں۔ [۲] پھوپھی اور خالہ اگر وارث ہوں تو پھوپھی کو دو حصہ اور خالہ کو ایک حصہ ملیگا۔ یہی مذہب امامیہ کا ہے۔ [۳] حقیقی پھوپھی کا بیٹا اور علاتی چچا کی بیٹی جب وارث ہوں تو گو علاتی چچا کی بیٹی واسطہ دار عصبہ ہے لیکن باعتبار قوت قرابت پھوپھی کے فرزند پر مرجح نہیں ہوسکتی پھوپھی کا بیٹا کل مال پائیگا۔ یہی مذہب امامیہ کا ہے

علمائے امامیہ بمقابلہ حقیقی اقربا کی نسل کے علاتی اقربا کی نسل کو محجوب قرار دیتے ہیں اور اخیافی اقربا کی نسل کو تنہائی میں ⅙ اور ایک سے زیادہ کو ⅓ کا مستحق قرار دیتے ہیں اور باقی حقیقی اقربا کی نسلوں کا حصہ قرار دیتے ہیں اور اونکے عدم موجودگی کی صورت میں علاتی اقربا کی نسل کو اونکا قایم مقام سمجھتے ہیں۔ اخیافی اقربا کی نسل میں مرد

نقشه

ذوي الأرحام

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]				
[illegible]	[illegible]					
[illegible]						
[illegible]						

درجہ اول

۱	۲	۳	۴	۵
[illegible]				
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نواسی	کل مشترک	مرد کو عورت سے دوگنا	کل مال	کل مال
نواسا	مرد کو عورت سے دوگنا	کل مشترک	کل مال	[illegible]
نواسی کی بیٹی	محجوب	محجوب	کل مشترک	[illegible]
نواسی کا بیٹا	محجوب	محجوب	مرد کو عورت سے دوگنا	[illegible]
نواسے کی بیٹی	محجوب	محجوب سر بالی سل میں للذکر ضعف الانثیٰ		
پوتے کی بیٹی				
نانا				

ں ماموؤں میں اخیافی پھوپھی کو ⅓ اور اخیافی

بیٹی ماموں کو دیتے ہیں اور اگر حقیقی پھوپھی علاتی یا

نوں کے ضعف قرابت کے بھی ماموں کو محجوب نہیں کرتی

چچاؤں اور پھوپھیوں کو ماموؤں اور خالاؤں کے ساتھ ہوسکے کو

نانا ... پدری کو ⅔ کا مستحق قرار دیتے ہیں ایک ہوں یا کئی ہوں

۵۲ ان سے مخصوص ہیں

دو ماہیہ کو آپس اختلاف ہے وہ صرف زوج و زوجہ و والدہ کی جدہ کہ محروم ہی جن کا تسلیم

ہیں اور پوتی اہل حجب حرمان میں سے ہیں

حجب (۱۲) گو ورثائے مسبوق الذکر میراث کے مستحق ہیں۔ لیکن بعض ورثا کا حق وراثت بمقابلہ بعض ورثا کے ساقط ہوجاتا ہے یا کم ہوجاتا ہے جسے فقہا کی اصطلاح میں حجب کہتے ہیں۔ حجب سے مراد محرومی کلی یا جزئی ہے جو کسی دوسرے وارث کے موجود ہونے سے ظہور میں آتی ہے جیسے بیٹا پوتی کا حاجب ہوتا ہے اسلیئے کہ پوتے کی قرابت بیٹے کی وساطت سے ہے اوسکی موجودگی میں اسے استحقاق وراثت نہیں ہے یا جیسے بیٹی کے سامنے پوتی کا حصہ ½ سے ایک ⅙ رہ جاتا ہے۔ ماں باپ بیٹا بیٹی۔ شوہر۔ زوجہ یہہ چہہ وارث توکسی حال میں بھی کلیتاً محروم نہیں ہوتے البتہ جو لوگ کسی شخص کی وساطت سے قرابت رکھتے ہیں وہ اوس شخص متوسط کی موجودگی میں بالکل محروم رہتے ہیں جیسے بہائی کی وجہہ سے بھتیجا محروم رہتا ہے۔ سوا اخیافی بہن بھائی کے جو ماں کے ساتھہ حصہ پاتے ہیں اسکے سوا ہر قریب تر وارث بعید تر وارث کو حصہ لینے سے کلیتہً باز رکھتا ہے جیسے عصبات میں میت کا جزو میت کی اصل کا اور اصل میت اپنی فروع ذاتی کا اور فروع پدری فروع جدی کی حاجب ہوا اور محرومی جزئی یعنے کمی مقدار حصہ صرف والدہ پوتی علاتی بہن۔ شوہر۔ زوجہ انہی پانچ شخصوں سے مخصوص ہے

بقیہ صفحہ ۲۶ عورت سب کو مساوی حصہ دیتے ہیں اور دیگر اقربا کی نسل میں للذکر ضعف الانثیٰ حقیقی پہوپہی۔ اور اخیافی پہوپہی اور حقیقی ماموں اور اخیافی ماموؤں میں اخیافی پہوپہی کو ⅙ اور اخیافی ماموں کو سدس الثلث باقی حقیقی پہوپہی اور حقیقی ماموں کو دیتے ہیں اور اگر حقیقی پہوپہی علاتی یا اخیافی ماموں کے ساتھہ ہو تو باوجود ماموں کے ضعف قرابت کے بہی ماموں کو محجوب نہیں کرتی مذہب امامیہ کا کلیہ یہہ ہے کہ بصورت چچاؤں اور پہوپہیوں کے ماموں اور خالاؤں کے ساتھہ ہونے کے ورثائے مادری کو ⅓ اور ورثائے پدری کو ⅔ کا مستحق قرار دیتے ہیں ایک ہوں یا کئی ہوں متحد الجہت ہوں یا مختلف الجہت۔

علیٰ ہذا مذہب امامیہ کا ہے۔ ۲۵ امامیہ کو اسمیں اختلاف ہے وہ صرف زوج و زوجہ و والدہ کی حد تک محرومی جزئی تسلیم کرتے ہیں اونکے نزدیک علاتی بہن اور پوتی اہل حجب حرمان میں سے ہیں

اور جو لوگ کسی ذاتی قصور سے محروم ہوتے ہیں وہ اور ورثا کو نہ بالکل محروم کر سکتے ہیں نہ تھوڑا سا مگر جو لوگ کسی وارث کے درمیان میں موجود ہونے سے محروم ہوتے ہیں وہ البتہ کبھی کسی دوسرے کو بھی جزئیۃً محروم کر دیتے ہیں [1]

مسائل متفرق

توریث غریق و حریق وغیرہ | (۱۳۳) چند مسائل ذیل میں وہ بیان کیے جاتے ہیں جنکی بعض اوقات ضرورت ہوتی ہے تاکہ علیحدہ ان مسائل کی تلاش کی ضرورت نہ رہے منجملہ ان مسائل کے ایک توریث غریق و حریق وغیرہ کے مسائل ہیں۔

جو لوگ وقت واحد میں ڈوب مریں یا جل جائیں یا کسی مکان کی چھت وغیرہ سے دب مریں یا کسی فساد میں مقتول ہوں تو جبتک اون اشخاص کی موت کا تقدم و تاخر متحقق نہ ہو یہی سمجھا جائیگا کہ وہ وقت واحد میں مر گئے۔ انمیں سے کوئی کسی کا وارث نہیں ہوگا۔ تا وقتیکہ موت کا تقدم تاخر متحقق ہو۔ بصورت تحقق پہلے مردہ کا پچھلا مردہ وارث ہوگا۔ اگر موت کی تقدم تاخر کے تعین کے بعد اوسمیں شبہ پیدا ہو جائے تو تا ارتفاع شبہ میراث موقوف رکھی جائے گی۔ بجز اسکے کہ وارثوں میں صلح ہو جائے۔ اگر ایسی اموات کی ترتیب متحقق نہ ہو تو ہر ایک میت کا مال اوسکے زندہ ورثا کو ملیگا۔

میراث حمل | (۱۳۴) اگر ورثا میں سے کوئی حاملہ ہو تو وہ حصہ محفوظ رکھا جائیگا جو بمقابلہ دیگر ورثا کے بقیاس ابن یا بنت کے زیادہ ہوتا ہو [2]

---

[1] امامیہ کے نزدیک حجب حرمان کے دو اصول ہیں ایک یہ کہ ترتیب طبقات یعنی ہر طبقہ متقدم طبقہ مؤخر کا حاجب ہے۔ دوسری یہ کہ اقرب حاجب ابعد ہے ہر قسم میں بیٹا پوتی کا حاجب ہے اور بہن بھانجی کی حاجب ہے۔

[2] امامیہ کے نزدیک حمل کے لیئے دو بیٹوں کا حصہ محفوظ رکھنا چاہیئے اگر حمل کو دیگر ورثا کے حصص کی تزئید و تنقیص میں دخل نہ ہو تو اونکے حصص دیدیئے جائیں ورنہ ورثا کا اقل حصہ دیدیا جائے اور باقی متروکہ امانت رکھا جائے اگر بعد تولد مولود کے حق میں کچھ نقصان ہو تو ورثا سے ادا کرایا جا سکتا ہے

تمثیل

(۱) زید مرا اور اوسنے والدین اور دختر اور زوجہ کو وارث چھوڑا جو حاملہ تھی۔ حمل کو ابن قیاس کرنے کی صورت میں ذوی الفروض کا بچا ہوا مال بحیثیت عصبہ اوسے ملیگا اور بصورت بنت قیاس کرنے کے ۲ بنتوں کا حصہ ⅔ ہوگا جو بمقابلہ صورت اول کے زیادہ ہے۔ لہذا حمل کو بنت ہی فرض کرکے ⅔ متروکہ محفوظ رکھا جائیگا۔

(۲) ہندہ مری اور اوسنے خاوند عمرو اور فاطمہ والدہ کو حاملہ وارث چھوڑا پس زوج کا حصہ ½ اور والدہ ⅓ ہے حمل کو اگر مرد فرض کریں تو وہ عصبہ ہوگا اور بطور عصبہ اوسے جو کچھ ملیگا وہ ⅙ ہوگا۔ لیکن اگر بنت قیاس کیجائے تو اوسکا حصہ ½ ہے۔ لہذا بقیاس بنت متروکہ محفوظ رکھا جائیگا۔

توریث موالات | **۱۵** موالات فقہ کی اصطلاح میں وہ عہد وراثت ہے جسکا بدل برادرانہ برتاؤ اور رفع مصائب میں اعانت اور عام طور پر امداد ہو[۱] جائز ہے۔ کہ دو آزاد مجہول النسب ایسا معاہدہ کریں کہ وہ آپس میں برادرانہ برتاؤ کرینگے اور ایک دوسرے کے مصائب رفع کرنے میں خبرگیری کرنے میں اعانت و امداد کرتی رہینگے اور انمیں سے جو پہلے مریگا اوسکا وہ وارث ہوگا جو زندہ رہے ایسا معاہدہ کوئی آزاد مجہول النسب کسی غیر مجہول النسب کے ساتھ یکطرفہ بھی کرسکتا ہے کہ اگر اوسکے ساتھ برادرانہ برتاؤ رکھا جاوے اور ہر حالت میں اعانت و امداد کی جائے تو اوسکے بعد معاہد لہ وارث ہوگا۔ ایسے معاہدات میں اسلام مشروط نہیں ہے۔ ان معاہدات کی بنیاد پر توریث قایم ہوگی اور حسب معاہدہ میراث

[۱] امامیہ اس عہد کو "ولاء ضمان جریرہ" سے تعبیر کرتے ہیں اور مسائل میں حنفیہ سے متفق ہیں۔

ملے گی۔

وراثت مقر لہ بالنسب علی الغیر | (۱۶) نسب کا اقرار کرنے والا۔ مقر اور جسکے حق میں اقرار ہو۔ وہ مقر لہ اور جسکے واسطے سے نسب کا اقرار ہو وہ مقر علیہ کہلاتا ہے۔ اور

مقر لہ مقر کا وارث ہوگا نہ مقر علیہ کا تا وقتیکہ مقر علیہ بھی نسب سو اقرار نہ کرے یا شہادت سے نسب ثابت نہ ہو اگر مقر بعد اقرار انکار کرے تو مقر لہ بھی مقر کا وارث نہ ہوگا۔

تمثیلات

(۱) زید نے اسکا اقرار کیا کہ بکر اوسکا بھائی ہے اور زید کا باپ خالد ہے جسکے واسطہ سے نسب کا اقرار ہوا ہے اور جو مقر علیہ ہے اوسے بکر کے بیٹے ہونے سے انکار ہے پس زید کے مرنے کے بعد بکر زید کا وارث ہوگا۔ لیکن خالد کا وارث بر بناء اقرار زید نہیں ہوسکتا جبکہ خالد بکر کا بیٹا ہونا قبول نکرے یا شہادت سو نہ ثابت ہو۔

(۲) عمر نے ولید کو چچا ہونے کا اقرار کیا بعد چندے انکار کر دیا تب ولید عمر کا وارث نہیں ہوسکتا۔

(۳) احمد نے خالد کو برادر ہونے کا اقرار کیا بعد چندے انکار کر دیا۔ احمد ولید کا بیٹا تھا جب وہ مر گیا تب خالد نے اوسکے متروکہ کا دعوےٰ کیا۔ ولید نے خالد کے بیٹے ہونے اور احمد کے بھائی ہونے سے انکار کیا۔ شہادت سے خالد نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ ولید کا بیٹا احمد کا بھائی ہے لہذا خالد احمد کا بھی وارث ہوگا اور ولید کا بھی۔

وراثت مفقود الخبر | (۱۷) جو شخص کہیں چلا گیا ہو اوسکا مقام قیام اور موت وحیات معلوم نہ ہو اوسے مفقود الخبر کہتے ہیں۔ ایسا شخص اپنے حق میں قبل از انقضاء مدت

حیات زندہ متصور ہوگا اور تاوقتیکہ اوسکی ہم عمر نہ مرجائیں وہ زندہ سمجھا جائیگا۔ گو مفقود کو متوفی قرار پانے کے لیئے قدیم مفتی بہ (۹۰) سال کی عمر تھی جسکے بعد علماء نے بلحاظ عمروں کے ۸۰ و ۷۰ و ۳۰ سال قرار دیئے ہیں ایسے شخص کے متوفی قرار پانے کے بعد اوسکا متروکہ ورثا میں قابل تقسیم ہوگا۔ نہ اس سے قبل اور جن مورثوں کا مفقود وارث ہوا اونکی متروکہ کا حصہ مفقود کے لیئے اوسکے متوفی قرار پانے سے قبل تک اوسیطرح محفوظ رکھا جائیگا جسطرح حمل کا حصہ محفوظ رکھا جاتا ہے۔ لیکن غیر کے حق میں مفقود متوفی سمجھا جائیگا غیر اوسکے واسطے سے وارث نہیں ہوسکیگا۔[1]

تمثیل

زید مرا اور اوسنے ہندہ اور فاطمہ بیٹیاں اور خالد مفقود بیٹا وارث چھوڑا اور خالد کی بابت کے ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں زید کا متروکہ ہندہ اور فاطمہ کے قبضے میں ہے خالد کی اولاد نے خالد کے حصہ کی بابت نالش کی بوجہ اوسکے مفقود ہونے کے اونکو کچھ نہیں دلایا گیا اور قابضان متروکہ قابض رکھے گئے۔

اگر مفقود کو متوفی قرار پانے سے قبل وہ زندہ متحقق ہو تو جو حصہ ارث اوسکے لیئے محفوظ ہو وہ اوسے ملیگا۔ اور اگر متوفی قرار پانے کے بعد زندہ متحقق ہو تو جو مال وارثوں کے قبضہ میں باقی ہو وہ اوسے ملیگا اور جو مال صرف ہو گیا ہو اوسکا مطالبہ نہ ہوسکیگا۔ جو حصہ مفقود کے لیئے محفوظ رکھا گیا ہو وہ اوسکے متوفی قرار پانے کے بعد دیگر ورثا پر تقسیم

---

[1] امامیہ کے ہاں بھی مفقود کو متوفی قرار پانے کا زمانہ مختلف ہے ہم سال (۱۰) سال (۹۰) سال (۷۰) سال (۱۲۰) سال لیکن زیادہ قابل عمل مانتے ہیں اسیکو سمجھا ہے کہ جبتک مفقود کے ہم عمر نہ مرجائیں اوسے زندہ سمجھنا چاہیئے۔

کر دیا جائیگا۔ اگر مفقود کے ساتھ کوئی ایسا وارث ہو جو مفقود کی سبب سے محجوب ہوتا ہو تو اوسکو کچھ نہ ملیگا اور اگر کسی وارث کا حق مفقود کی وجہ سے کم ہوتا ہو تو اوسے کمتر حصہ دیا جائیگا اور باقی امانت رکھا جائیگا۔

تمثیل

ولید مرگیا اور اوسنے فاطمہ اور سلمہ دو بیٹیاں اور حامد ایک بیٹا مفقود چھوڑا جسکے ایک بیٹا پہلے تھا اور اوسکا متروکہ مال شخص ثالث کے قبضہ میں تھا۔ اور سب ورثا نے حامد کے مفقود الخبر ہونے میں اتفاق کیا اور فاطمہ اور سلمہ نے میراث کا مطالبہ کیا لہذا اونہیں ½ دیا جائیگا۔ اسلیئے کہ ہر حال میں اوسکا ½ حصہ یقینی ہے باقی ½ امانت رکھا جائیگا۔ حامد کی اولاد کو کچھ نہیں ملیگا۔ اسلیئے کہ وہ محجوب ہیں۔ حامد کی زندگی کے شک کی وجہ سے وہ میراث کے مستحق نہیں ہونگے۔

میراث خنثیٰ (۱۰۸) جس شخص میں علامت مرد و زن دونوں ہوں وہ خنثیٰ کہلاتا ہے اگر وہ آلہ مرد سے پیشاب کرتا ہو تو مردی غالب سمجھی جائے گی اور اگر آلہ زن سے پیشاب کرتا ہو تو وہ عورت سمجھا جائیگا۔ اور اگر دونوں آلات سے پیشاب کرتا ہو تب بھی پہلے جس عضو سے پیشاب نکلتا ہو اوسکا لحاظ رہیگا۔ مگر ایسے خنثیٰ کو خنثیٰ مشکل کہتے ہیں بعد بلوغ یا اوسمیں مردی کا غلبہ ہوگا یا اوسکے خلاف یا دونوں کیفیتیں یکساں ہونگی۔ بصورت متساوی کیفیات وہ خنثیٰ مشکل سمجھا جائیگا۔ بہر حال جو خنثیٰ مرد سمجھا جائیگا اوسے بحیثیت مرد اور جو عورت سمجھا جائیگا اوسے بحیثیت عورت میراث ملیگی۔ لیکن خنثیٰ مشکل کو مرد اور عورت کے حصص میں سے جو کم حصہ ہوگا وہ دیا جائیگا۔ اور نیز جو ان میں سے محروم ہوتا ہو گا خنثیٰ مشکل وہ قرار دیا جائیگا۔[۱]

[۱] امامیہ کے نزدیک نصف حصہ ذکر اور نصف حصہ انثیٰ کا مجموعاً خنثیٰ کو دیا جائے تاکہ نزاع رفع ہو یعنی خنثیٰ

تمثیل

(۱) فاطمہ مری اور اوسنے شوہر اور ماں اور دو اخیافی بھائی اور ایک حقیقی بھائی خالد خنثے مشکل چھوڑا اگر وہ عورت سمجھا جاسے تو ۱/۶ کا مستحق ہوگا اور مرد فرض کیا جائے تو عصبہ ہوگا اور اوسے کچھ نہ ملیگا پس یہ دو صورتیں ہیں جنمیں سے ایک میں وہ محروم ہوتا تھا لہذا اوسے مرد ہی قرار دیا گیا۔ اور زوج کو ۱/۲ اور ماں کو ۱/۶ اور برادران اخیافی کو ۱/۳ دیا جائیگا۔ اور خنثے مشکل محروم رہیگا۔

(۲) خالد مرا اور اوسنے علی چچا اور ولید بھتیجا چھوڑا جو خنثے مشکل ہو اس صورت میں اگر اوسے عورت فرض کرینگے تو سارا مال چچا کو ملیگا اور اگر اوسے مرد فرض کرینگے تو وہ سارا مال لیگا لہذا اوسے عورت ہی فرض کیا گیا۔

میراث مرتد | ۱۹ | جو شخص اسلام سے منکر ہو گیا ہو اوسے مرتد کہتے ہیں بعد ارتداد ایسے شخص کا مال مسلمان ورثا میں قابل تقسیم ہے۔ مرتد کسی مسلمان کا وارث نہیں ہوتا مرتد جب دار الاسلام سے قطع تعلق کرکے دار الحرب میں جا رہے تو مردہ سمجھا جاتا ہے لیکن اگر کوئی عورت مرتد ہو جائے تو اوسکے شوہر کو اوسکی میراث نہیں مل سکتی۔ اسلیے کہ ارتداد کے ساتھ ہی وہ بائن ہو گی۔ اوسکی زوجہ نہیں رہی۔

وراثت اسیر | ۲۰ | جس شخص کو کفار گرفتار کرکے دار الحرب کو لیجائیں تاوقتیکہ اوسکا ارتداد اور موت محقق نہ ہو مفقود الخبر کی مانند سمجھا جائیگا اور اوسکا مال اوسکے ورثا پر تقسیم نہ ہوگا اور تا اثبات ارتداد وہ دیگر مسلمان اقربا کا وارث ہوگا۔ اور جو مسلمان اوسکی

بقیہ صفحہ ۴۲ اگر میت کا بیٹا ہو تو میت کی ایک بیٹی فرض کیجائے اور ایک بیٹا اور جو حصہ بیٹی کا ہو اور جو حصہ بیٹے کا ہو انکا نصف خنثے کا حصہ قرار دیا جائے۔

وارث ہوسکتے ہیں وہ بھی وارث ہونگی۔ لیکن اگر اوسکا ارتداد متحقق ہوگا تو وہ مردہ سمجھا جائیگا اور اوسکا مال ورثا میں تقسیم ہوگا۔ اگر تحقیق ارتداد کے بعد ایسا شخص واپس آجائے اور ارتداد سے انکار کرے تو اوسکا مال اوسے ملیگا۔ لیکن اگر تحقیق ارتداد کے بعد حاکم اوسکا مال ورثا پر تقسیم کر چکا ہو تو سوا اوس مال کے جو اوس وقت ورثا کے قبضہ میں موجود ہوا اور کچھہ اوسے نہیں مل سکتا۔

تقسیم ارث

تقسیم ارث (۲۱) تقسیم ارث کا طریقہ یہہ ہے کہ جو لوگ بپابندی قواعد مسبوق الذکر ترکہ کے مستحق قرار پائیں اولاً بلحاظ اونکے حصص کے کوئی ایسا عدد دریافت کیا جائے جس سے وہ کل حصص مستخرج ہوسکیں جو ورثا کے ہوں ایسا ہی عدد مخرج کہلاتا ہے علمانے حصص فرضی کے لحاظ سے خارج کا تعین فرما دیا ہے جس سے تقسیم میں بہت سہولت ہوگئی ہے تاہم بعض اوقات سہام کی کثرت سے مخرج کل سہام کے لئیے ناکافی ہوتا ہے اور مخرج کے عدد کو بڑہانے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اور بعض اوقات کسی فرقہ کے سہام جو مخرج سے برآمد ہوتی ہیں اوسکے رؤس پر تقسیم نہیں ہوسکتی۔ اور کبھی ایک سے زیادہ فرقوں کی یہی حالت ہوتی ہے۔ لہذا جہاں تک مخرج کے عدد کے بڑہانے سے کام نکل سکتا ہے مخرج بڑہا لیا جاتا ہے۔ اور جب اس سے بھی مقصود حاصل نہیں ہوتا تب قواعد تصحیح سے ایسے عدد کی تصحیح کیجاتی ہے۔

مخارج فروض (۲۲) حصے جو معین ہیں کل چھہ ہیں[۱] اوز بحیثیت زوجیت و فردیت یا تضعیف

---

[۱] امامیہ کے نزدیک علاوہ ان چھہ حصوں کے اور بھی دو حصہ معین ہیں جنمیں سے ایک سدس الثلث ہے اور دوسرا ثلث الثلث ہے جنکا سہام ورثا میں ذکر ہو چکا ہے۔

وتنصیف دو قسم کے قرار پائے ہیں۔ ایک قسم کے نصف ½۔ ربع ¼۔ ثمن ⅛ تین حصے اور دوسری قسم کے ثلثان ⅔ ثلث ⅓۔ سدس ⅙ تین حصے۔ پس جب ان حصوں میں سے کسی ایک حصہ کا سوال ہو تو سوا نصف کے جسکا مخرج (۲) ہے ہر حصہ کا مخرج ہمنام ہوگا اور اگر کئی حصوں کا سوال ہو تو غور کرو کہ وہ سب حصے ایک ہی قسم کے ہیں یا دو قسم کے اگر ایک ہی قسم کے ہوں تو مخرج چھوٹے حصہ کا ہمنام ہوگا۔ اور اگر دو قسم کے ہوں تو دیکھو قسم اول کا کونسا حصہ قسم دویم کے حصوں میں مختلط ہے اگر نصف ہے تو مخرج (۶) ہوگا ربع ہے تو (۱۲) ثمن ہو تو (۲۴) جب اس طور پر مخرج دریافت ہو جائے تو مخرج سے ہر ایک وارث کو اوسکے حصہ کے موافق دیا جائے۔

عول (۲۳) جب حصوں کی زیادتی کی وجہ سے مخرج کا عدد غیر کافی ہو اور کسی کے حصہ کی اصلی مقدار میں کمی واقع ہو تو اوس کمی کے پورا کرنے کے لئے حسب ضرورت مخرج (۶) (۱۰) تک جفت اور طاق (۱۳) (۱۷) تک طاق (۲۴) (۲۷) تک بڑھا کر تقسیم کیا جائے اسی مخرج کے بڑھا لینے کو عول کہتے ہیں (۱) اور اگر باوجود حصہ کے مقدار ٹھیک ہونے کے کسی فریق کے حصہ کی مقدار اوس فریق کے رؤس پر پوری تقسیم نہ ہوسکے تو حسب قواعد تصحیح تصحیح کیجائے۔

قواعد تصحیح تصحیح اعداد کی نسبت باہمی پر موقوف ہے اعداد باہم متماثل ہوتے ہیں۔ یا متداخل یا متوافق یا متباین پس اعداد متماثلہ میں نسبت تماثل متداخلہ میں نسبت تداخل متوافقہ میں نسبت توافق متباینہ میں نسبت تباین کہلاتی ہے۔

"متماثل" وہ اعداد ہیں جو آپس میں مساوی ہوں جیسے (۶) و (۶)

"متداخل" ایسے دو عدد دونکا نام ہے جنمیں کا ایک دوسرے پر پورا تقسیم ہو جائے

جیسے (۶) و (۳) کہ اول ثانی پر بے کسر تقسیم ہو سکتا ہے۔

"موافق"۔ وہ عدد ہیں جو کسی تیسرے عدد پر پوری تقسیم ہو سکیں جیسے (۶) و (۹) کہ دونوں ۳ پر پوری بٹ سکتے ہیں۔ اون دونوں کو متوافق اور اس تیسرے کو وفق کہتے ہیں اگر وفق (۲) ہو تو توافق بالنصف اور اگر (۳) ہو تو توافق بالثلث اور اگر (۴) ہو تو توافق بالربع کہا جاتا ہے۔

"متباین" وہ دو عدد ہیں جو کسی تیسرے عدد صحیح پر تقسیم نہ ہو سکیں جیسے (۸) (۹)

طریق تصحیح

پس تصحیح کا طریقہ یہ ہے کہ جب کسی ایک فرقہ کو وہ سہام جو مخرج سے پہونچتے ہوں اوسکے رؤس پر پورے تقسیم نہ ہو سکیں تو دیکھو عدد رؤس اور عدد سہام میں کیا نسبت ہے اگر نسبت تداخل نظر آئے تو متداخلین کے وفق کو اور اگر نسبت توافق ظاہر ہو تو عدد رؤس کے وفق کو اور اگر نسبت تباین پائی جائے تو رؤس کے کل عدد کو مخرج یا عول میں ضرب دو اور اگر دو یا زیادہ فرقے ہوں تو جس فرقہ کے رؤس اور سہام کے اعداد میں نسبت تداخل معلوم ہو اوسکو اون اعداد متداخلین کا وفق اور جسمیں نسبت توافق دکھائی دے اوس کے عدد کے رؤس کا وفق اور جسمیں نسبت تباین پائی جائے اوسکے کل عدد رؤس کو ملحوظ رکھو پھر دیکھو ان اعداد ملحوظہ میں ایک دوسرے سے کیا نسبت ہے اگر بہ تسلسل اون سب کی آپس میں نسبت تماثل دکھائی دے تو کسی ایک فریق کے عدد ملحوظ کو اور اگر نسبت تداخل نظر آئے تو جو اون سب میں بڑا عدد ہو اوسکو مخرج یا عول میں ضرب دو اور اگر نسبت توافق ہو تو ایک فریق کے عدد ملحوظ کا وفق اور اگر نسبت تباین ہو تو کل دوسرے فریق کے عدد ملحوظہ کی کل مقدار میں ضرب دو پھر دیکھو حاصل ضرب اور تیسرے فرقہ کی عدد ملحوظہ میں کیا نسبت پائی جاتی ہے۔

اگر ان میں بھی وہی نسبت سابقہ ہو تو دیکھو پھر حسب سابق اس حاصل ضرب کو اول فریق کو عدد ملحوظہ کے وفق یا کل میں جیسی صورت ہو ضرب دو اور اسی طرح آخر تک کرتے چلے جاؤ۔ پھر آخری حاصل ضرب کو مخرج یا عول میں ضرب دو حاصل ضرب سب پر تقسیم ہو جائیگا

استخراج حصص از تصحیح ۲۶ اگر عدد تصحیح سے کسی فریق کا حصہ دریافت کرنیکی ضرورت پڑے تو اس فریق کا وہ حصہ جو اسکو مخرج سے ملا تھا اس عدد میں ضرب دو جو عدد مخرج میں ضرب دیا گیا ہو حاصل ضرب اسکا حصہ ہوگا اور اگر کسی فریق کے حصے سے ایک شخص کا حصہ دریافت کرنا چاہو تو اس فریق کا حصہ اسکے رؤس پر تقسیم کرو خارج قسمت ہر شخص کا حصہ ہوگا۔

ورثا میں تقسیم مال ۲۷ جس وقت ورثا میں مال تقسیم کرنا منظور ہو تو دیکھو مال کی مقدار اور تصحیح کے عدد میں کیا نسبت ہے اگر نسبت توافق ہو تو مال کی مقدار کے وفق پر اور اگر نسبت تباین ہو تو مال کی مقدار میں ہر فریق کا حصہ ضرب دو اور حاصل ضرب کو توافق کی صورت میں عدد تصحیح کے وفق پر اور تباین کی صورت میں کل عدد تصحیح پر تقسیم کرو خارج قسمت ہر ایک کا حصہ ہوگا

وارثوں میں تقسیم ۲۸ جس حال میں مدیون کا متروکہ اسقدر نہ ہو کہ دیون کی ادائی کے لیئے کافی ہو سکے تو غور کرو ترکہ کی مقدار اور کل زر قرضہ میں کیا نسبت ہے اگر نسبت توافق ہو تو ترکہ کی مقدار کے وفق میں اور اگر نسبت تباین ہو تو کل مقدار میں ہر قرضخواہ کا حصہ ضرب دو اور حاصل ضرب کو پہلی صورت میں مجموع الدیون کے وفق پر دوسری صورت میں کل مجموع الدیون پر تقسیم کرو خارج قسمت ہر ایک کا حصہ ہوگا

رد ۲۹ جب کوئی شخص عصبات میں سے موجود نہ ہو تو جو کچھ ذوی الفروض کی تقسیم سے بچ رہے وہ بچا ہوا صرف ذوی الفروض نسبی کو انکے حصص کے مقدار پر دیا جائے۔ ذوی الفروض سببی رد کے مستحق نہیں ہیں(۱) اگر رد کے مستحق ایک قسم کے ہوں تو بالمقابل انکے رؤس پر اور اگر کئی قسم کے ہوں تو انکے سہام پر تقسیم کیا جائے۔ اور اگر انکے ساتھ کوئی غیر مستحق بھی موجود ہو تو پہلے اسکو اس کا حصہ معین دے دیا جائے۔ بقیہ تقسیم

(۱) امامیہ کے نزدیک صرف زوجہ مستحق رد نہیں ہے مگر زوج ضرور مستحق رد ہے۔

مذکور عمل میں آئے اور اگر سہام رؤس پر منکسر ہوں تو حسب قواعد تصحیح تصحیح کر لیجائے۔

تخارج (۱۳) جب کوئی وارث صلح و رضامندی سے اپنے حصے کے بدلے کوئی چیز لیکر اپنے حصے سے دست بردار ہو تو وہ اگرچہ میراث سے حصہ نہیں پائیگا۔ مگر تصحیح اوسکو ملا کر کیجائیگی اسواسطے کہ کسی صورت میں کسی اور وارث کے حصہ میں نقصان نہ پیدا ہو۔

مناسخہ (۱۴) جب کئی پشت کے بعد ترکہ تقسیم ہو تو میت اول کی تصحیح کے بعد دوسری میت کا وہ حصہ جو اوسکو میت اول کی تصحیح سے پہونچا ہو اوسکے ورثا پر تقسیم کرو اگر پورا تقسیم ہو جائے تو خیر نہیں اونکے حصہ۔ اور اوسکے ورثا کی تصحیح میں جو نسبت نظر آئے اوسکو لحاظ سے اوس تصحیح کو عدد کو میت اول کی تصحیح کے عدد میں ضرب دو حاصل ضرب سب پر صحیح تقسیم ہو جائیگا۔ اور حاصل ضرب سے ہر شخص کا حصہ اسطرح دریافت ہوگا کہ میت اول کے ہر وارث کا حصہ اوس عدد میں جو میت اول کی تصحیح میں ضرب دیا گیا ہو اور میت ثانی کے ہر وارث کا حصہ میت ثانی کے اوس حصہ میں جو اوسکو میت اول کی تصحیح سے ملا ہو ضرب دیا جائے حاصل ضرب حصہ ہوگا اور یہی عمل ہر میت کے حصہ کے ساتھ (جسقدر اموات ہوں) کیا جائے ان سب مسائل کے مثالیں بالتشریح ذیل میں منضبط ہیں اون کے دیکھنے سے مسائل مذکورہ بآسانی سمجھ میں آجائینگے۔

امثلۂ مسائل تقسیم وراثت

		مضمون	مثال	تشریح
۱	ایک حصہ کے سوال	مخرج نصف $\frac{1}{2}$	مسئلہ ۲ — بیٹی ۱، بھائی ۱	بیٹی نصف کی حقدار ہوا اور بھائی عصبہ جسے باقی مال ملیگا لہذا سوال نصف کا تھا جسکا مخرج (۲) ہے
۲		مخرج ربع $\frac{1}{4}$	مسئلہ ۴ — زوجہ ۱، بھائی ۳	زوجہ اس صورت میں $\frac{1}{4}$ کی مستحق ہے لہذا سوال ربع کا تھا اور مخرج ۴ ہوگا۔
۳		مخرج ثمن $\frac{1}{8}$	مسئلہ ۸ — زوجہ ۱، بیٹا ۷	اس صورت میں زوجہ $\frac{1}{8}$ کی مستحق ہے لہذا سوال ثمن کا تھا اور مخرج (۸) ہے
۴	دو حصوں کے سوال	مخرج نصف و ربع $\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{4}$	مسئلہ ۴ — شوہر ۱، بھائی ۱، بیٹی ۲	شوہر $\frac{1}{4}$ کا مستحق تھا اور بیٹی نصف کی دونوں حصے ایک قسم کے تھے لہذا مخرج چھوٹے حصہ کا ہمنام (۴) ہوگا۔
۵		مخرج نصف و ثمن $\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{8}$	مسئلہ ۸ — زوجہ ۱، بیٹی ۴، بھائی ۳	بیٹی کا نصف زوجہ کا ثمن دونوں حصے ایک قسم کے تھے لہذا چھوٹے حصہ (۸) مخرج ہوگا
۶		مخرج ثلث و سدس $\frac{1}{3}$ و $\frac{1}{6}$	مسئلہ ۶ — اخیافی بھائی ۲، جدہ ۱، چچا ۳	اخیافی بھائیوں کا $\frac{1}{3}$ اور جدہ کا $\frac{1}{6}$ دونوں حصے ایک قسم کے تھے لہذا چھوٹے حصہ (۶) مخرج ہوگا۔
۷		مخرج اختلاط نصف $\frac{1}{2}$ با قسم ثانی	مسئلہ ۶ — والد ۱، والدہ ۱، بیٹی ۳	والدین کا ایک ایک سدس اور بیٹی کا نصف حصہ ہے چونکہ نصف قسم ثانی کے ساتھ مختلط ہے لہذا مخرج (۶) ہوگا
۸		مخرج اختلاط ربع $\frac{1}{4}$ با قسم ثانی	مسئلہ ۱۲ — شوہر ۳، بیٹیاں ۸، چچا ۱	شوہر کا $\frac{1}{4}$ بیٹیوں کا $\frac{2}{3}$ حصہ ہے اور ربع قسم ثانی کے ساتھ مختلط ہے لہذا مخرج ۱۲ ہوگا۔
۹		مخرج اختلاط ثمن $\frac{1}{8}$ با قسم ثانی	مسئلہ ۲۴ — عول ۷، زوجہ ۳، ۲ بیٹیاں ۱۶، علاتی بھائی ۵	زوجہ کا ثمن بیٹیوں کی $\frac{2}{3}$ قسم ثانی کے ساتھ مختلط ہیں لہذا مخرج ۲۴ ہوگا۔
۱۰		عول ۶ تا ۷	مسئلہ ۶ — شوہر ۳، ۲ بہنیں ۴	چونکہ شوہر نصف حصہ کا مستحق تھا

نمبر	مضمون	مثال	
			اور بہنیں دو ثلث کی اور نصف اور ثلث کی اختلاط کی حالت میں مخرج (۶) ہے جب نصف کے تین حصے شوہر کو دیئے تو باقی رہے تین حصے اور دو ثلث کے چار حصے ہوتے ہیں پس مخرج سے ایک حصہ کی کسر واقع ہوئی لہذا ایک حصہ اور بڑھا کر مخرج (۶) کو (۷) کر لیا۔
۱۱	عول (۶) تا (۸)	مسئلہ عول ۸ شوہر ۳ ، ۲ بہنیں ۴ ، جدہ ۱	جب سدس کا ایک جدہ کو دیا گیا اور نصف کے ۳ شوہر کو تو مخرج میں سے ۲ باقی رہے دو بہنوں کے ۲/۳ کو ۴ ہونے تھے پس دو کی کسر رہتی تھی لہذا ۶ کو ۸ کر لیا گیا
۱۲	عول (۶) تا (۹)	مسئلہ عول ۹ شوہر ۳ ، ۲ حقیقی بہنیں ۴ ، ۲ اخیافی بہنیں ۲	ایک ثلث کی ۲، اخیافی بہنوں کو دیئے اور نصف کے ۳ شوہر کو تو صرف ایک باقی رہا حالانکہ حقیقی بہنوں کے لیے ۲/۳ کے (۴) چاہیئے تھی ۳ کی کمی واقع ہوئی۔ لہذا ۶ کو ۹ کر لیا گیا۔
۱۳	عول (۶) تا (۱۰)	مسئلہ عول ۱۰ شوہر ۳ ، ۲ حقیقی بہنیں ۴ ، ۲ اخیافی بہنیں ۲ ، جدہ ۱	سدس کا (۱) جدہ کو نصف کے ۳ شوہر کو ۱/۳ کی ۲۔ اخیافی بہنوں کو ملی (۶) عدد مخرج تمام ہو گیا اور ۲/۳ حقیقی بہنوں کی ۴ باقی رہی لہذا ۶ کو ۱۰ کر لیا گیا۔
۱۴	عول (۱۲) تا (۱۳)	مسئلہ عول ۱۳ زوجہ ۳ ، ۲ حقیقی بہنیں ۸ ، جدہ ۲	۲/۳ کے ۸ بہنوں کو ۱/۶ کے دو جدہ کو دینے کے بعد (۲) باقی رہے حالانکہ ربع کے ۳ زوجہ کو ملنے چاہیئے تھے ایک کی کمی واقع ہوئی لہذا (۱۲) کو (۱۳) کر لیا گیا۔
۱۵	عول (۱۲) تا (۱۵)	مسئلہ عول ۱۵ زوجہ ۳ ، ۲ حقیقی بہنیں ۸ ، اخیافی بہنیں ۲ ، جدہ ۲	تمثیل اول الذکر میں اور اس میں یہ فرق ہے کہ اس میں ایک اخیافی بہن زیادہ ہے جس کے ۱/۶ کے لیے (۲) کی اور ضرورت ہوگی لہذا ۳ کی افزونی کی ضرورت ہوئی پس (۱۲) ۱۵ کر لیا جائیگا۔

تشریح	مثال	مضمون
جب ۳/۲۴ کی ۱۶ بیٹیوں کو ۱/۸ کی ۳ زوجہ کو ۱/۶ کی ۴ والد کو دیئے تو صرف ایک باقی رہا حالانکہ ۱/۶ کی ۴ والدہ کو لیئے درکار ہیں لہذا ۳ کی کمی واقع ہوئی اسوجہ سے ۲۴ کو ۲۷ تک عول کیا گیا۔	مسئلہ ۲۴ عول ۲۷ زوجہ ۳ ، ۲ بیٹیاں ۱۶ ، والد ۴ ، والدہ ۴	۱۷ عول (۲۴) تا (۲۷)
مخرج سے چار بیٹیوں کو دو ثلث کی چار اور والد و والدہ کو سدس کا ایک ایک پہونچا۔ چونکہ سہام و رؤس میں نسبت تماثل تھی نہ کسر واقع ہوئی نہ تصحیح کی ضرورت پڑی۔	مسئلہ ۶ والد ۱ ، والدہ ۱ ، ۴ بیٹیاں ۴	۱۸ عدد سہام و عدد رؤس [تماثل]
۶ سے تقسیم کیئے گئے۔ سدس کا ایک ایک والد اور والدہ کو ملا اور دو ثلث کی چار آٹھ بیٹیوں کو۔ مگر چونکہ چار آٹھ بیٹیوں پر بے کسر تقسیم نہیں ہو سکتی تھی اور ۴ اور ۸ میں نسبت تداخل تھی لہذا ان دونوں کے وفق (۲) کو اصل مخرج میں ضرب دیا (۱۲) ہوئے دو دو والدین کو اور ایک ایک ہر ایک بیٹے کو مل گیا۔	مسئلہ ۶ تصحیح ۱۲ والد ۱/۲ ، والدہ ۱/۲ ، بیٹیاں ۴/۸	۱۹ مخرج کی تصحیح کے وقت ایک فریق کی عدد رؤس و عدد سہام میں [تداخل]
(۱۶) بیٹیوں کو آٹھ پہونچتے تھے۔ دیکھا گیا تو (۱۶) اور (۸) میں نسبت تداخل تھی۔ لہذا ان دونوں کی وفق (۲) کو عول (۱۵) میں ضرب دیا (۳۰) ہوئے اور بے کسر کے تقسیم ہو گئے۔	مسئلہ ۱۲ عول ۱۵ تصحیح ۳۰ شوہر ۳/۶ ، والد ۲/۴ ، والدہ ۲/۴ ، ۱۶ بیٹیاں ۸/۱۶	۲۰ عول کی تصحیح کے وقت ایک فریق کی عدد رؤس و عدد سہام [میں]
مخرج سے والدین کو سدس کا ایک ایک حصہ ملتا تھا۔ دو ثلث کے چار سہام باقی رہ گئے تھے۔ وہ دس بیٹیوں پر پوری تقسیم نہیں ہو سکتی تھی (۴) اور (۱۰) میں نسبت توافق بالنصف تھی۔ لہذا عدد رؤس کے وفق (۵) کو اصل مخرج (۶) میں ضرب دیا (۳۰) ہوئے	مسئلہ ۶ تصحیح ۳۰ والد ۱/۵ ، والدہ ۱/۵ ، ۱۰ بیٹیاں ۴/۲۰	۲۱ مخرج کی تصحیح کے وقت ایک فریق کی عدد رؤس و عدد سہام میں [توافق]

	مضمون	مثال	تشریح
			والدین کو پانچ پانچ اور ہر ایک بیٹی کو دو دو ملگئے۔
۲۲	عول کی تصحیح کیوقت ایک فریق کے عدد رؤس و عدد سہام میں (توافق)	مسئلہ ۱۲ عول ۱۵ تصحیح ۴۵ شوہر ٭ والد ٭ والدہ ٭ ۶ بیٹیاں ۳/۹ ٭ ۲/۶ ٭ ۳/۹ ٭ ۸/۲۴	(۶) بیٹیوں کو آٹھ پہونچتے تھے اور (۶) (۸) میں نسبت توافق بالنصف تھی لہذا عدد رؤس کے وفق (۳) کو عول (۱۵) میں ضرب دیا (۴۵) ہوگئے۔
۲۳	مخرج کی تصحیح کیوقت ایک فریق کے عدد رؤس و عدد سہام میں ہیں (تباین)	مسئلہ ۶ تصحیح ۳۰ والد ٭ والدہ ٭ ۵ بیٹیاں ۱/۵ ٭ ۱/۵ ٭ ۴/۲۰	جب چھ سے تقسیم کی گئی تو والدین کو ایک ایک ملا باقی (۴) بچے وہ (۵) بیٹیوں پر پوری تقسیم نہیں ہوسکتی چونکہ (۴) اور (۵) میں نسبت تباین موجود تھی لہذا رؤس کل عدد (۵) کو مخرج (۶) میں ضرب دیا (۳۰) ہوئے اور بے کسر تقسیم ہوگئے
۲۴	عول کی تصحیح کیوقت ایک فریق کی عدد رؤس و عدد سہام میں (تباین)	مسئلہ ۶ عول ۷ تصحیح ۳۵ شوہر ٭ ۵ حقیقی بہنیں ۳/۱۵ ٭ ۴/۲۰	(۵) بہنوں کو (۴) پہونچتے تھے۔ اور (۴) اور (۵) میں نسبت تباین موجود تھی لہذا رؤس کے کل عدد کو عول ۷ میں ضرب دیا (۳۵) ہو گیا اور بے کسر التقسیم ہوگئے
(۲۵)	مخرج کی تصحیح کیوقت کئی فرقوں کی عدد ملحوظ میں باہم (تماثل)	مسئلہ ۶ تصحیح ۱۸ ۳ جدہ ٭ ۶ حقیقی بہنیں ٭ ۳ چچا ۱/۳ ٭ ۴/۱۲ ٭ ۱/۳	(۶) سے تقسیم کیگئی ایک حصہ تین جدات کو پہونچا اور چار حصے چھ بہنوں کو اور ہر فریق کا حصہ اس پر بے کسر تقسیم نہیں ہوسکتا تھا۔ غور کیا تو پہلے فرقہ کے حصہ (۱) اور عدد رؤس (۳) میں نسبت تباین پائی لہذا تین کو ملحوظ رکھا۔ دوسرے فرقہ کے حصہ (۴) اور عدد رؤس (۶) میں نسبت توافق بالنصف تھی اور عدد رؤس کا وفق (۳) ملحوظ رکھا۔ تیسرا فرقہ مثل پہلے فرقہ کے پایا پھر دیکھا تو ان سب اعداد ملحوظہ میں نسبت تماثل تھی۔ لہذا

	مضمون	مثال	تشریح
			(۱۸) کو اصل مخرج (۶) میں ضرب دیا (۱۰۸) ہوئے اور بے کسر سب پر تقسیم ہو گئے۔
۲۶	عول کی تصحیح کیوقت کئی فرقوں کی اعداد ملحوظہ میں باہم تماثل	عول ۱۵ تصحیح ۶۰ مسئلہ ۱۲ ۴ زوجہ ۔ ۲ حقیقی بہنیں ۔ ۱۶ اخیافی بہنیں ۳/۱۲ ۔ ۸/۴۳ ۔ ۴/۱۶	پہلے فرقہ کے حصہ (۳) اور عدد روس (۴) میں نسبت تباین تھی کل عدد روس ملحوظ رہا دوسرے فرقے کے حصے (۸) اور عدد روس (۲) میں نسبت تداخل تھی متداخلین کے وفق (۲) کا لحاظ کیا۔ تیسرے فرقہ کے حصہ (۴) اور عدد روس (۱۶) میں بھی وہی نسبت تداخل موجود تھی۔ اوسکی بھی متداخلین کا وفق (۴) لیا۔ پھر جو دیکھا تو ان سب اعداد ملحوظہ میں باہم نسبت تماثل موجود پائی لہذا ان میں سے ۴ کو عول (۱۵) میں ضرب دیا (۶۰) ہوئے اور بے کسر تقسیم ہو گئے۔
۲۷	مخرج کی تصحیح کیوقت کئی فرقوں کی اعداد ملحوظہ میں باہم تداخل	تصحیح ۱۰۸ مسئلہ ۶ ۳ جدہ ۔ ۹ بہنیں ۔ ۱۸ چچا ۱/۱۸ ۔ ۴/۶۳ ۔ ۱/۱۸	(۶) سے تقسیم ہو گئی۔ ایک حصہ جدات کو دیا گیا اور چار حصے بہنوں کو اور ایک حصہ چچاؤں کو۔ مگر ہر فریق کا حصہ روس پر منکسر ہوا۔ دیکھا گیا تو ہر ایک فرقہ کی سہام اور عدد روس میں نسبت تباین تھی لہذا ہر فریق کے عدد روس کا لحاظ کیا گیا۔ پس چونکہ ان سب اعداد ملحوظہ (۳) و (۹) و (۱۸) میں باہم نسبت تداخل پائی لہذا ان میں کا بڑا عدد (۱۸) اصل مخرج (۶) میں ضرب

	مضمون	مثال	تشریح
			ضرب دیا (۱۰۸) ہوئے اور سب بے کسر پر تقسیم ہو گئے۔
۲۸	عول کی تصحیح کرتے وقت کئی فرقوں کی اعداد ملحوظ ہیں باہم (نسبت تداخل)	تصحیح ۱۲۰ عول ۱۵ مسئلہ ۱۲ ۲ زوجہ ۳/۲۴ ، ۲ حقیقی بہنیں ۸/۶۴ ، ۳۲ اخیافی بہنیں ۴/۳۲	پہلے فرقہ کی عدد رؤس (۲) اور عدد سہام (۳) میں نسبت تباین تھی لہذا کل عدد رؤس لیے دوسرے فرقے کی عدد رؤس (۲) اور عدد سہام (۸) میں نسبت تداخل تھی لہذا متداخلین کے وفق (۴) تیسری فرقہ کی عدد رؤس (۳۲) اور عدد سہام (۴) میں نسبت تداخل تھی اسکی بھی اعداد متداخلین کی وفق (۸) کا لحاظ کیا اور باہم دیکھا تو ان سب اعداد ملحوظہ میں نسبت تداخل ثابت ہوئی لہذا ان سب میں جو بڑا عدد (۸) تھا اسکو عول (۱۵) میں ضرب دیا (۱۲۰) ہوئے اور سب بے کسر تقسیم ہو گئے
۲۹	مخرج کی تصحیح کرتے وقت کئی فرقوں کی اعداد ملحوظ ہیں باہم (نسبت توافق)	تصحیح ۲۴۰ ۳ ۲ مسئلہ ۲۴ ۴ زوجہ ۳/۵۴۰ ، ۶ چچا ۱/۱۸۰ ، ۱۸ بیٹیاں ۱۶/۲۸۸۰ ، ۱۵ جدہ ۴/۲۴۰	(۲۴) سے تقسیم کیا گیا (۳) حصہ (۴) زوجات کو (۱) (۶) چچاؤں کو (۱۶) (۱۸) بیٹیوں کو (۴) (۱۵) جدات کو پہنچے۔ مگر ہر فرقہ کا حصہ رؤس پر بے کسر تقسیم نہیں ہو سکتا تھا۔ اسلیے دیکھا گیا تو سوائے بیٹیوں کے ہر فرقہ کی عدد رؤس اور عدد سہام میں نسبت تباین اور بیٹیوں کی عدد رؤس اور عدد سہام میں نسبت توافق بالنصف تھی لہذا بیٹیوں کی عدد رؤس کا وفق لیا اور سب کے پورے اعداد رؤس کا لحاظ کیا۔

	مضمون	مثال	تشریح
			پھر جو غور کیا تو عدد محفوظ (۴) و (۶) و (۹) و (۱۵) میں سے (۴) و (۶) میں نسبت توافق بالنصف تھی جو دکھائی لہذا ان کے وفق (۲) کو (۶) میں ضرب دیا (۱۲) ہوئے (۱۲) اور (۹) میں نسبت توافق بالثلث پائی (۱۲) کی وفق (۴) کو (۹) میں ضرب دیا (۳۶) ہوئے (۳۶) اور (۱۵) میں نسبت توافق بالثلث دکھائی دی (۱۵) کے وفق (۵) کو (۳۶) میں ضرب دیا (۱۸۰) ہوئے (۱۸۰) کو اصل مخرج (۲۴) میں ضرب دیا (۴۳۲۰) ہوئے اور سب وارثوں پر بے کسر تقسیم ہو گئے۔
۳۰	عول کی تصحیح کرتے وقت کئی فرقوں کی عدد رؤس ملحوظ ہیں باہم } نسبت توافق	مسئلہ ۱۲ عول ۱۳ تصحیح ۴۶۸ ۴ زوجہ ۳/۱۰۸ — ۶ حقیقی بہنیں ۸/۲۸۸ — ۹ جدہ ۲/۷۲	پہلے فرقہ کے عدد سہام (۳) اور عدد رؤس (۴) میں نسبت تباین تھی لہذا کل عدد رؤس (۴) اور دوسرے فرقہ کے عدد سہام (۸) اور عدد رؤس (۶) میں نسبت توافق بالنصف تھی لہذا عدد رؤس کا نصف (۳) اور تیسرے فرقہ کے عدد سہام (۲) اور عدد رؤس (۹) میں بھی نسبت تباین تھی لہذا اس کا بھی کل عدد رؤس (۹) ملحوظ ہوا۔ پھر چونکہ اعداد ملحوظ (۴) و (۳) میں نسبت تباین تھی اس لئے (۴) کو (۳) میں ضرب دیا (۱۲) ہوئے (۱۲) اور (۹) میں نسبت توافق بالثلث پائی گئی لہذا (۹) کے ثلث (۳) میں ۱۲ کو ضرب دیا (۳۶) ہوئے (۳۶) کو عول (۱۳) میں ضرب دیا (۴۶۸) ہوا و بلا کسر تقسیم ہو گیا

	مضمون	مثال	تشریح
۳۱	مخرج کی تصحیح کیوقت کئی فرقوں کی اعداد مخوافق ہیں باہم	تصحیح ۵۰۴۰ مسئلہ ۲۴ ۲ زوجہ ۳/۶۳۰ ، ۴ جدہ ۴/۸۴۰ ، ۱۰ بیٹیاں ۱۶/۳۳۶۰ ، ۷ چچا ۱/۲۱۰	(۲۴) تقسیم کیگئی (۳) حصے دو زوجاؤنکو پہونچے اور (۴) تینوں جدات کو اور (۱) ساتوں چچاؤں کو مگر ان میں سے کسی فریق کا حصہ رؤس پر بے کسر تقسیم نہیں ہوسکتا تھا لہذا غور کیا تو زوجاؤں اور چچاؤں کی عدد رؤس اور عدد سہام میں نسبت تباین موجود تھی اور باقی میں نسبت توافق بالنصف پس اونکی کل اور اونکو وفق کا لحاظ کیا۔ پھر جو دیکھا تو اعداد محفوظہ (۲) و (۳) و (۵) و (۷) میں سے (۲) و (۳) میں نسبت تباین موجود تھی لہذا (۲) کو (۳) میں ضرب دیا (۶) ہوگئے (۶) و (۵) میں بھی وہی نسبت تھی (۶) کو (۵) میں ضرب دیا (۳۰) ہوگئے (۳۰) اور (۷) میں بھی وہی نسبت تھی لہذا (۳۰) کو (۷) میں ضرب دیا (۲۱۰) ہوگئے (۲۱۰) کو اصل مخرج (۲۴) میں ضرب دیا (۵۰۴۰) ہوگئے اور سب ورثاء پر بے کسر تقسیم ہوگئے
۳۲	عول کی تصحیح کیوقت کئی فرقوں کی اعداد محفوظہ ہیں باہم	تصحیح ۳۵… عول ۲۷ مسئلہ ۲۴ ۷ حقیقی بہنیں ۱۲/۴۲۰ ، ۵ اخیافی بہنیں ۲/۲۱۰ ، ۳ جدات ۱/۱۰۵	چونکہ ان تینوں فرقوں کی اعداد رؤس و سہام میں نسبت تباین تھی لہذا ہر فرقہ کی عدد رؤس کا لحاظ کیا گیا اور چونکہ باہم اعداد رؤس میں بھی نسبت تباین ثابت ہوئی لہذا پہلے فرقہ کو عدد رؤس (۷) کو دوسرے فرقہ کے عدد رؤس (۵) میں ضرب دیا (۳۵) ہوگئے…. (۳۵) کو تیسرے فرقہ کے عدد رؤس ……….

	مضمون		مثال	تشریح
۴۳	تصحیح سے ہر فریق کا حصہ کیونکر دریافت کیا جائیگا۔		مسئلہ ۲۴ تصحیح ۹۶ ۳ زوجہ ۸ بیٹیاں ۴ چچا ۳ ۱۶ ۵ ۴ + ۴ + ۴ ۱۲ ÷ ۳ ۶۴ ÷ ۱۶ ۲۰ ÷ ۵	(۷) کو دوسرے فرقہ کے عدد رؤس (۵) میں ضرب دیا (۳۵) ہوئے (۳۵) کو تیسرے فرقہ کے عدد رؤس (۳) میں ضرب دیا (۱۰۵) ہوئے (۱۰۵) کو عول (۷) میں ضرب دیا ... تصحیح سے زوجات کو (۳) پہونچتے مگر جب تصحیح (۹۶) سے ہوئی تب دریافت کرنا پڑا کہ تصحیح سے انکو کیا پہونچتا ہے پس (۳) کو (۴) میں (جو اصل مخرج میں ہی ضرب دیا گیا تھا) ضرب دیا حاصل ضرب (۱۲) انکو تصحیح سے پہونچے پھر (۱۲) کو (۳) پر تقسیم کیا خارج قسمت (۴) ہر ایک زوجہ کا حصہ ہوا۔ اسی طرح اوروں کا
۴۴	ورثا میں تقسیم مال کے وقت مال کی مقدار اور تصحیح کو عدد میں	نسبت تباین	مسئلہ ۶ ترکہ (۷) روپیہ ۲ بیٹیاں ۲ چچا ۴ ۴ × ۷ = ۲۸/۶ ۴ ۱/۳ ۲ × ۷ = ۱۴/۶ ۲ ۱/۳ ۴ روپیہ ۵ آنہ ۴ پائی ۲ روپیہ ۵ آنہ ۴ پائی	مال کی مقدار (۷) اور تصحیح کے عدد (۶) میں نسبت تباین تھی لہذا ہر فریق کا حصہ کل مال (۷) میں ضرب دیا حاصل ضرب کو تصحیح کے عدد (۶) پر تقسیم کیا خارج قسمت بیٹیوں کی (۴) صحیح اور (۳) ثلث ہوئے اور چچاؤں کے (۲) صحیح اور (۱) ثلث
۴۵	ورثا میں تقسیم مال کے وقت مال کی مقدار اور تصحیح کے عدد میں	نسبت توافق	مسئلہ ۶ ترکہ (۸) روپیہ ۲ بیٹیاں ۲ چچا ۴ × ۴ = ۱۶/۳ ۵ ۱/۳ ۲ × ۴ = ۸/۳ ۲ ۲/۳ ۵ روپیہ ۵ آنہ ۴ پائی ۲ روپیہ ۱۰ آنہ ۸ پائی	مال کی مقدار (۸) اور تصحیح کے عدد (۶) میں نسبت توافق بالنصف تھی لہذا ہر فریق کا حصہ نصف مال (۴) میں ضرب دیا حاصل ضرب کو تصحیح کے عدد کے نصف (۳) پر تقسیم کیا خارج قسمت بیٹیوں کی (۵) صحیح اور ایک ثلث اور (۱) چچاؤں کی (۲) صحیح اور (۲) ثلث ہوئے

نمبر	مضمون	مثال	تشریح
٣	مدیون کا ترکہ قرضخواہوں میں تقسیم کرنے کے وقت ترکہ کی مقدار اور مجموع الدیون میں (تباین)	مجموع الدیون ٩ روپیہ، مجموع ترکہ (٧) روپیہ عبد اللہ قرضخواہ ٣ روپیہ، عبد الغنی قرضخواہ ٤ روپیہ، عبد الباسط قرضخواہ ٢ روپیہ ٣ × ٧ = ٢١ = ٢ ٣/٩ ۔ ٤ × ٧ = ٢٨ = ٣ ١/٩ ۔ ٢ × ٧ = ١٤ = ١ ٥/٩ عـ ٢ ـہ ٥ ـر ٤ ۔ ٣ ـہ ١ ـر ٩ ١/٣ پائی ۔ ١ ـہ ٨ ـر ١٠ ٢/٣ پائی	ترکہ کی مقدار (٧) اور مجموع الدیون (٩) میں نسبت تباین تھی لہذا ہر قرضخواہ کی قرضہ کی مقدار کل مقدار ترکہ (٧) میں ضرب دی حاصل ضرب کو مجموع الدیون (٩) پر تقسیم کیا خارج قسمت عبد اللہ کا حصہ (٢) صحیح (١) ثلث عبد الغنی کا (٣) صحیح (١) تسع عبد الباسط کا (١) صحیح (٥) تسع ہوا۔
٣٧	مدیون کا متروکہ قرضخواہوں میں تقسیم کرنے کے وقت ترکہ کی مقدار اور مجموع الدیون میں (توافق)	مجموع الدیون ٩ روپیہ، احمد ترکہ (٦) روپیہ حامد قرضخواہ ٣ روپیہ، خالد قرضخواہ ٤ روپیہ، واحد قرضخواہ ٢ روپیہ ٣ × ٢ = ٦ ÷ ٣ = ٢ ۔ ٤ × ٢ = ٨ ÷ ٣ = ٢ ٢/٣ ۔ ٢ × ٢ = ٤ ÷ ٣ = ١ ١/٣ عـ ٢ ۔ ٢ ـہ ١٠ ـر ٨ پائی ۔ ١ ـہ ٥ ـر ٤ پائی	ترکہ کی مقدار (٦) اور مجموع الدیون (٩) میں نسبت توافق بالثلث تھی لہذا ہر قرضخواہ کے قرضہ کی مقدار ثلث مقدار ترکہ (٢) میں ضرب دی حاصل ضرب کو ثلث مجموع الدیون (٣) پر تقسیم کیا خارج قسمت حامد کا حصہ (٢) صحیح اور (٢) ثلث واحد کا (١) صحیح (١) ثلث ہوا۔
٣٨	ایک قسم کے رد کے مستحق	مسئلہ ٣ ٢ بیٹیاں ٢	اصل میں مخرج (٣) تھا جب تین میں سے دو ثلث کو (٢) دونوں بیٹیوں کو دیئے تو (١) باقی رہا چونکہ سوا ان کے اور کوئی وارث نہیں تھا لہذا ثلث باقیہ بطور رد حسب قاعدہ ان کے رؤس پر تقسیم کیا گیا۔
٣٩	کئی قسم کے رد کے مستحق	مسئلہ ٥ والدہ ١ ، ٢ بیٹیاں ٤	مخرج (٦) تھا ایک چھٹا حصہ والدہ کو اور دو ثلث دو بیٹیوں کو پہنچ چکے تھے ایک حصہ بچ رہتا تھا وہ بطور رد تقسیم ہونا چاہیئے تھا لہذا حسب قاعدہ رد صرف سہام ورثہ پر تقسیم کر دیا گیا۔
٤٠	رد کے مستحقوں کے ساتھ [illegible]	مسئلہ ٤ شوہر ١ ، ٢ بیٹیاں	مخرج (٤) تھا ربع کے ایک شوہر کو اور دو ثلث

	مضمون	مثال	تشریح
			کے آٹھ تینوں بیٹیوں کو پہنچ گئے ایک باقی رہجاتا تھا وہ بطور رد تقسیم ہونا چاہیے تھا چونکہ ورثا میں شوہر مستحق رد نہیں تھا صرف بیٹیاں ہی مستحق رد تھیں اونہیں پر بطریق تقسیم ہونا چاہیے تھا۔ لہذا چار سے تقسیم کی ربع کا ایک شوہر کو تین تینوں بیٹیوں کو پہنچ گئے۔
۱۴ ۱۵	رد کے مسائل میں عمل تصحیح	مسئلہ ۱۲ تصحیح ۴۸ زوجہ ۱/۱۲ — ۴ جدہ ۱/۱۲ — ۶ اخیافی بہنیں ۲/۴	تصحیح (۱۴) تھا۔ ربع کے تین سہام زوجہ کو دیئے سدس کے دو حصے چار جدات کو ثلث کے ۴ حصے چھ اخیافی بہنوں کو۔ تو تین حصے باقی رہے اونکو بطور رد تقسیم کرنا پڑا۔ چونکہ زوجہ مستحق رد نہیں ہے لہذا چار سے تقسیم کیا۔ ربع کا ایک حصہ زوجہ کو دیکر جدات کو ایک حصہ اور دو حصے اخیافی بہنوں کو دیئے مگر چونکہ ایک چاروں جدات پر اور دو چھ بہنوں پر تقسیم نہیں ہو سکتی تھی لہذا حسب قواعد تصحیح غور کیا تو چار جدات اور اون کے ایک سہم میں نسبت تباین پائی لہذا جدات کا کل عدد (۴) محفوظ رکھا اور چھ بہنوں اور اون کے دو سہام میں نسبت توافق بالنصف دیکھی لہذا اونکے عدد رؤس کا نصف (۳) لیا اب جو دیکھا تو (۳) اور (۴) میں نسبت تباین

	مضمون	مثال	تشریح
			تھی لہذا (۳) کو (۴) میں ضرب دیا (۱۲) ہوئے (۱۲) کو اوس عدد میں ضرب دیا جس سے تقسیم کی گئی تھی یعنے (۴) میں پس (۴۸) ہوئے (۴۸) کا ایک ربع (۱۲) زوجہ کو دیکر (۱۲) جدات کو اور (۲۴) اخیافی بہنوں کو دیئے اون میں ہر ایک کو تین تین اینیں ہر ایک کو چار چار پہونچ گئے۔
۴۲	تخارج	مسئلہ ۱۲ ۱۲ - ۳ = ۹ زوجہ ۳ | والدہ ۴ | چچا ۵	زوجہ برضامندی ورثا شوہر کے ترکہ میں سے صرف ایک جوڑی کڑے لیکر اپنے حصہ سے دست بردار ہوئی لہذا تصحیح سے اوسکا حصہ یعنے (۳) نکال کر باقی مال (۹) پر تقسیم کرکے (۴) حصے والدہ کو اور ۵ چچا کو دیئے۔ مگر تصحیح اوسکو ملاکر ہو اسطے کہ اگر اوسکو نکال کر تصحیح کرتے تو والدہ متوفی جو ثلث کل کے مستحق ہے ثلث مابقے پاتے اور بلا وجہ اوسکا نقصان ہوتا۔
۴۳	مناسخہ	مسئلہ ۲۴ ملک زوجہ ہندہ $\frac{1}{8}$ $\frac{3}{9}$ | بیٹا خالد ہندہ کا $\frac{2}{7}$ $\frac{14}{21}$ | بیٹا جلیلہ کا بکر (۲) | بیٹا جلیلہ کا ولید (۲) | بیٹی جلیلہ کی سلمی $\frac{1}{7}$ $\frac{3}{9}$ مسئلہ تباین | بکر | مافی الید حقیقی بھائی ولید $\frac{2}{3}$ | حقیقی بہن سلمے $\frac{1}{3}$	زید میت اعلیٰ نے ایک زوجہ ہندہ اور ایک بیٹا خالد ہندہ کے پیٹ سے اور دو بیٹے ولید اور بکر اور ایک بیٹی سلمی دوسری زوجہ جلیلہ کے بطن سے چھوڑے اس حساب سے (۹) عدد ۱۵ ٹھہ سے تقسیم کی گئی ایک

مثال

مسئلہ توافق بالنصف الیہا فی الید (۱)
بکر

حقیقی بہن	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی
سلمیٰ	صالحہ	سعیدہ	مجیدہ	حمیدہ
$\frac{۳}{۱۰}$	$\frac{۱}{۵}$	$\frac{۱}{۵}$	$\frac{۱}{۵}$	$\frac{۱}{۵}$

المبلغ
۷۲

الاحیاء

ہندہ	خالد	سلمیٰ	حمیدہ	مجیدہ	سعیدہ	صالحہ
۹	۱۸	۲۵	۵	۵	۵	۵

تشریح

ہندہ کو اور دو-دو بیٹیوں کو اور ایک بیٹی کو پہونچا۔ اجراء التقسیم سے پہلے بکر مر گیا اور اس نے ایک حقیقی بھائی اور سلمیٰ حقیقی بہن کو وارث چھوڑا۔ تین سے تقسیم کی گئی دو دو ولید کو پہونچے اور ایک سلمیٰ کو کیونکہ بکر کا مافی الید (۲) تھا اس وجہ سے (۱) کی کمی واقع ہوئی۔ لہٰذا حسب قاعدہ غور کیا تو تخریج (۳) اور مافی الید (۲) میں نسبت تباین ہے ... پس تین کو میت اول کی تصحیح یعنی (۸) میں ضرب دیا (۲۴) ہو گئے اور ورثائے میت اول ہندہ اور خالد اور ولید و سلمیٰ کے سہام کو (۳) میں ضرب دیا ہندہ اور سلمیٰ کے ایک ایک سہم کے تین تین اور ولید اور خالد کے دو دو سہام کے چھ چھ ہو گئے اور اس میت کے وارثوں کے سہام اسی کے مافی الید (۲) میں ضرب دیا تو ولید کے دو سہام کے چار اور بیٹی کے ایک سہم کے دو ہو گئے۔

پھر اس کے ولید بھی مر گیا اور اس نے چار بیٹیاں اور ایک حقیقی بہن وارث چھوڑی (۶) سے تقسیم ہوئے ایک ایک چاروں بیٹیوں کو اور (۲) بہن کو پہونچے مافی الید ولید کے (۱۰) تھے اور دس (۶) پر پورے تقسیم نہیں ہو سکتے تھے پس حسب قاعدہ دیکھا گیا تو مخرج (۶) اور مافی الید (۱۰)

	مضمون	مثال	تشریح
			(ا) ابن بنت توافق بالنصف موجود تھی لہذا مخرج کا نصف (۳) تصحیح اول کے (۴) میں ضرب دیا گیا۔ (۱۲) ہوئے۔ ورثائے قابل کے سہام (۳) میں ضرب دیئے گئے ہندہ کے تین سہام کے (۹) اور خالد کے (۶) کے (۹) سلمیٰ کے (۳) کے (۹) ہوگئے اور اس میت کو ورثا کے آگے مافی الید کے نصف (۵) میں ضرب دیئے گئے حمیدہ وغیرہ بیٹیوں کے ایک ایک حصہ کے پانچ پانچ اور سلمےٰ کے دو کے (۱۰) ہوگئے پس جو وارث زندہ تھے اون کے نام احیا کے نقشے نیچے لکھکر ہر ایک کے نام کے نیچے جسقدر اوسکو پہونچتا ہے اوسکی مقدار لکھدی گئی ۔

تنبیہ

محروم رہیں پس انہیں مستند کتابوں کی عمدہ انتخاب و اختصار تجرید و تلخیص کرکے لوگوں کو فائدہ
پہنچانا شروع کیا چنانچہ اول اول امام ابو الحسن رزین بن معاویہ عبدری نے صحاح ستہ کو
یکجا جمع کیا بعد ازاں علامہ مجد الدین ابو السعادات الشہیر بابن الاثیر نے کتاب رزین کی تہذیب و ترتیب
کی اور اس کتاب کا نام رکھا جامع الاصول من احادیث الرسول بعد ازاں قاضی القضاۃ
شرف الدین ہبۃ اللہ بن عبد الرحیم نے نہایت محنت اور جانفشانی کرکے جو نقص جامع الاصول
میں رہ گئے تھے انکو رفع کیا اور نہایت اختصار کیطرف توجہ کی اور اپنی تلخیص کا نام تجرید الاصول
رکھا یہ کتاب بھی ایک عجیب خلاصہ صحاح ستہ بنگیا۔ لیکن چونکہ انہوں نے کمال اختصار کیلئے ہر حدیث
کے بعد اس کتاب کا نام نہ لکھا جسمیں یہ حدیث باسناد مروی ہو بلکہ بہت مختصر رموز مقرر کیئے تھے اور ناقلین
کے تصرف سے کچھ کا کچھ بن گیا۔ اور بہت جگہہ مغالطہ واقع ہونے لگا اسلیئے سنہ ۹۱۰ ہجری میں صاحب
تیسیر الوصول نے اس نقص کو رفع کرنے کیطرف توجہ کی اور نہایت عرقریزی و جانکاہی سے اس مہم
کو سر انجام کیا اور اس وقت کو بالکل رفع کر دیا مخرجین ارباب صحاح کا حوالہ دینے کیلیئے ایسے واضح
نشان مقرر کیئے کہ کچھہ اشتباہ نہ رہا اور مغالطہ واقع ہونیکا احتمال دور ہوگیا چنانچہ سب صحاح ستہ والے
جس حدیث کو بالاتفاق روایت کریں اسکے اخیر میں لکھتے ہیں اخرجہ الستۃ اور جس حدیث میں
موطا کے سوا باقی صحاح کا اتفاق ہو وہاں لکھتے ہیں اخرجہ الخمسۃ اور اگر صحاح میں سے امام مالک کے
ساتھہ کوئی اور صاحب بھی عدم روایت حدیث میں شریک ہوں تو لکھتے ہیں۔ اخرجہ الخمسۃ
الا فلانا اور فلان کی جگہہ اُس صاحب کا نام لکھتے ہیں اور جس حدیث کو صرف امام بخاری اور امام
مسلم ہی روایت کریں اُسکے بعد لکھتے ہیں اخرجہ الشیخان اور اگر امام مالک بھی شیخین کے
شریک ہوں تو لکھتے ہیں اخرجہ الثلثۃ اور اگر روایت حدیث میں شیخین کے شریک امام مالک نہ ہوں
کوئی اور صاحب ہوں تو لکھتے ہیں اخرجہ الشیخان و فلان اور فلان کی جگہہ اسکا نام لکھتے ہیں اور

اور جس حدیث کو سوائے شیخین کے باقی چاروں اصحاب صحاح روایت کریں وہاں لکھتے ہیں اخرجہ الاربعۃ اور جہاں ان چاروں میں

کوئی ایک صاحب حدیث میں شریک نہ ہو تو وہاں لکھتے ہیں اخرجہ الاربعۃ الا فلان اور فلان کی جگہ اسکا نام

لکھتے ہیں اور متن حدیث میں جہاں کوئی مشکل لفظ یا کوئی دقیق مضمون آجاتا ہے تو حدیث کے بعد اسکی شرح و توضیح بھی

اختصار کے ساتھ کر دیتے ہیں پس ان خوبیوں کے لحاظ سے یہ کتاب ایک بے نظیر نسخہ ہے اول و سب سے اعلیٰ و افضل خوبی اس کی

یہ ہے کہ صحاح ستہ کی چھ ضخیم کتابوں کی کل حدیثیں اسمیں بلا تکرار نہایت عمدہ تلخیص کے ساتھ آگئی ہیں گویا کہ

سمندر ایک کوزہ میں بھر دیا ہے۔ دوسری ترتیب کتاب کی ایک عجیب طرز پر رکھی گئی ہے جسکی خوبی مطالعہ

سے معلوم ہو سکتی ہے بیان میں نہیں آسکتی تیسری تمام احادیث کے الفاظ اور دقیق جملے خود اس کتاب میں حل کر دئے ہیں

کسی دوسری لغت کی کتاب کی ضرورت نہیں پڑتی چوتھی حوالے ایسے واضح ہیں کہ جب کسی حدیث کی اسناد کی متعلق

تحقیق کرنے کی ضرورت پڑے تو بلا وقت معلوم ہو جاتا ہے کہ فلان فلان کتاب میں یہ حدیث موجود ہے

ان کتابوں سے حدیث سے نکال کر اسناد کی پرکھ کر سکتے ہیں پس یہ کتاب بالکل اسم بامسمیٰ تیسیر الوصول

الی جامع الاصول من احادیث الرسول ہے اسمیں کچھ مبالغہ نہیں لیکن اب چونکہ زمانہ کے انقلاب سے

یہاں تک نوبت آن پہونچی ہے کہ یہ جامع سہل نافع کتاب بھی لوگوں کو مشکل ہے کیونکہ عربی زبان میں ہے اور مسلمان

عربی زبان میں ملکہ حاصل کرنے کی فراغت نہیں رکھتے اسلئے اہل ہند کی فائدہ رسانی کی غرض سے عالیجناب معلی القاب

مولانا سید ابو الحسن محمد محی الدین خانصاحب بہادر جج ہائیکورٹ سرکار نظام نے سلیس اردو با محاورہ ترجمہ کیا اور

مختصر مفید حواشی چڑھائے اور اس کتاب کے چھاپنے کی اجازت مالکان مطبع صدیقی لاہور کو دی خاکسار

نے اس کتاب کی طبع کرانے میں نہایت شوق سے اہتمام کیا جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ متبرک کتاب چھ جلدوں میں

ختم ہوئی۔ پہلی جلد سے پانچویں جلد تک کی قیمت عما فی جلد چھٹی جلد کی قیمت صرف معہ تمام مجموعہ

صحاح ستہ مترجم کی قیمت لعہ پس مسلمان اس نعمت غیر مترقبہ کو جلد حرز جان بنائیں

المشتہر عبد الحی و عبد السلام تاجران کتب و مالکان مطبع صدیقی لاہور محلہ سادھوان